بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

حصہ اوّل

علم شہریت کا تعارف

(Introduction to Civics)

سوال 1: علم شہریت کا مفہوم بیان کیجیے۔

جواب: علم شہریت کا مفہوم

شہریت کے لیے مدنیت اور سوکس (Civics) کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

مدنیت

مدنیت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس لفظ کے معنی شہریت کے ہیں۔ مدنیت کا ماٰخذ عربی زبان کا لفظ مدینہ ہے۔ مدینہ کے معنی شہر، بستی یا رہنے سہنے کی جگہ کے ہیں۔ اس لغوی مفہوم کے لحاظ سے مدنیت ایسا علم ہے جو شہروں سے متعلق ہو۔

سوکس (Civics)

سوکس (Civics) انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ لاطینی زبان کے دو الفاظ سوس (Civis) اور سویٹاس (Civitas) سے اخذ کیا گیا ہے۔ سوس (Civis) کے معنی شہری کے ہیں اور سویٹاس (Civitas) کے معنی شہر کے ہیں۔ ان دونوں لاطینی الفاظ کے معنی کے لحاظ سے سوکس (Civics) ایسا علم ہے "جو شہر اور شہری کی سرگرمیوں/ معاملات سے متعلق ہو۔"
موجودہ دور میں شہریت سے مراد ایسا علم ہے جس میں شہری کی اُن تمام منظم سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو وہ ریاست کا رُکن ہونے کی حیثیت سے ادا کرتا ہے۔

سوال 2: علم شہریت کی چند اہم تعریفیں قلمبند کیجیے۔

جواب: علم شہریت کی چند اہم تعریفیں

1. آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (Oxford English Dictionary)

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق "علم شہریت علم سیاسیات کا وہ جزو ہے جس میں شہری کے سیاسی اور معاشرتی حقوق و فرائض کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔"

2. ایف۔ جے گولڈ (F. J. Gould)

"علم شہریت ایسے اداروں، عادات، سرگرمیوں اور جذبات کے مطالعے کا نام ہے جن کی بدولت کوئی فرد خواہ مرد ہو یا عورت اپنے فرائض ادا کرے اور کسی سیاسی گروہ کی رُکنیت کے فوائد سے بہرہ مند ہو۔"

3. ای۔ ایم۔ وائٹ (E.M. White)

"علم شہریت انسانی علوم کا وہ مفید شعبہ ہے جو شہری کے ہر پہلو (معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی) سے بحث کرتا ہے خواہ اس کا تعلق ماضی، حال اور مستقبل سے ہو یا مقامی، قومی اور بین الاقوامی حالات سے ہو۔"

4. پروفیسر پیٹرک گیڈیز (Prof. Patric Gaddies)

"علم شہریت وہ معاشرتی علم ہے جس میں شہریوں کی زندگی اور ان کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔"

5. ڈاکٹر کے۔ کے عزیز (Dr. K. K. Aziz)

"علم شہریت معاشرے میں فرد اور ان اداروں سے بحث کرتا ہے جن کا فرد پیدائشی طور پر رکن ہوتا ہے یا اپنی مرضی سے ان کی رکنیت اختیار کرتا ہے۔"

مذکورہ بالا تعریفوں سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ علم شہریت میں شہریوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ شامل ہے یا یہ علم شہری زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھتا ہے۔

اس علم کا مقصد انسانی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانا ہے۔ یہ علم شہریوں میں شہری شعور، احساس ذمہ داری اور فرض شناسی پیدا کرتا ہے۔

سوال 3: علم شہریت کی اہمیت و افادیت کو بیان کیجیے۔

جواب: علم شہریت کی اہمیت و افادیت

علم شہریت کے مطالعہ کی اہمیت و افادیت بہت زیادہ ہے اور اس علم کی اہمیت و افادیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص طور پر اس جدید اور جمہوری دور میں تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے تاکہ عوام زیادہ سے زیادہ سمجھ دار اور ذمہ دار بن سکیں۔ اس علم کی اہمیت و افادیت کو درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا گیا ہے:

1۔ معاشرتی ترقی

معاشرتی ترقی کا انحصار افرادِ معاشرہ کی ترقی اور فلاح و بہبود پر ہے۔ اس لیے تمام معاشرتی اداروں کے پیشِ نظر فرد کی ترقی، خوشحالی اور فلاح و بہبود ہے۔ ہر معاشرتی ادارہ فرد کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کوشش کر رہا ہے۔ ان معاشرتی اداروں کی مضبوطی کے لیے علم شہریت اہم کردار ادا کرتا ہے اور شہریوں میں معاشرتی سمجھ بوجھ پیدا کرتا ہے۔ علم شہریت کے مطالعہ سے افرادِ اور معاشرہ کے اجتماعی طرزِ عمل کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ یہ علم افراد میں تعصب، خود غرضی، تنگ نظری اور فرقہ پرستی جیسے منفی اور ناپسندیدہ رویوں کو ختم کر کے ان میں باہمی تعاون، ایثار، محبت، اخوت، رواداری اور ہمدردی جیسے پسندیدہ اوصاف اور جذبات پیدا کرتا ہے۔

2۔ سیاسی تربیت

کسی بھی جمہوری ملک میں شہریوں کو ایسی بہت سی ذمہ داریاں اور فرائض سر انجام دینا ہوتے ہیں جن کی انجام دہی کے لیے شہریوں کا اپنے سیاسی حقوق و فرائض سے آگاہ ہونا بہت ضروری ہے۔ علم شہریت کے مطالعہ سے شہریوں کی سیاسی تربیت ہوتی ہے۔ علم شہریت

شہریوں کو اپنے مسائل کو سمجھنے کا شعور پیدا کرتا ہے۔ اس علم کے مطالعہ سے شہری اپنے سیاسی حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے ووٹ کی قدر و قیمت اور درست استعمال کا پتہ چلتا ہے۔ علم شہریت اس بات پر زور دیتا ہے کہ شہری حکومت کی سرگرمیوں میں عملی طور پر شرکت کریں۔ علم شہریت لوگوں کو نظامِ حکومت، انتخابات، ریاست کی تنظیم اور ملک کے سیاسی حالات سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ علم شہریوں کو مقامی، صوبائی اور قومی حکومت کے بارے میں تمام معلومات مہیا کرتا ہے۔ عوام کو ان اداروں کے فرائض سے بھی آگاہ کرتا ہے اور انہیں ملک کے سیاسی امور میں حصہ لینے کے قابل بناتا ہے۔

3. جمہوریت کی کامیابی

جمہوری حکومت ہمیشہ عوام کے ذریعہ سے کام کرتی ہے۔ لہٰذا جمہوریت کی کامیابی اور فروغ کے لیے شہریوں کا تعلیم یافتہ، ذمہ دار اور سیاسی طور پر باشعور ہونا بہت زیادہ ضروری ہے، کیونکہ ان تمام اوصاف سے ریاست میں جمہوریت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ علم شہریت کا مطالعہ جمہوری نظام کو موزوں طریقے سے چلانے میں مدد دیتا ہے اور جمہوریت کی کامیابی کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ جمہوری نظام کا سب سے زیادہ فائدہ وہی ملک حاصل کر سکتا ہے جس کے شہری تعلیم یافتہ ہوں۔ علم شہریت شہریوں میں تعلیم کی اہمیت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ علم شہریت شہریوں کو ووٹ کے درست استعمال سے آگاہ کرتا ہے اور جمہوری نظام کو کامیابی سے چلانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

H.W 28-09-2018

4. اخلاقی تربیت

معاشرہ افراد سے تشکیل پاتا ہے۔ بہتر اخلاق و اعلیٰ کردار کے حامل افراد سے بہتر معاشرہ بنتا ہے۔ حقیقت میں معاشرے کی ترقی و خوشحالی کا انحصار ہی اعلیٰ سیرت و کردار کے حامل افراد پر ہوتا ہے۔ علم شہریت افراد میں اتحاد، خدمت خلق، قربانی، ایثار، محبت، ہمدردی، رواداری، بھائی چارہ، برداشت اور تعاون کے جذبات اور اخلاقی اوصاف پیدا کرتا ہے اور افراد کو لالچ، خودغرضی اور حسد جیسی ناپسندیدہ باتوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ علم شہریت افراد کو

اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ وہ اپنے فرائض دیانتداری سے ادا کریں۔ ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دیں۔ علم شہریت افراد میں اچھے طور طریقے پیدا کرتا ہے اور شہریوں کی اخلاقی بہتری پر زور دیتا ہے اور اُن کی شخصیت کی تکمیل کا باعث بنتا ہے۔

5. معاشی ضروریات کی تکمیل

کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے اس معاشرے کے افراد کا اقتصادی لحاظ سے مطمئن اور خوشحال ہونا ضروری ہے' کیونکہ کوئی معاشرہ اس وقت تک ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا جب تک اس معاشرے کے افراد معاشی طور پر خوشحال زندگی بسر نہ کر رہے ہوں۔ اگر معاشرے کے افراد معاشی طور پر مطمئن نہیں ہوں گے تو ریاست کا استحکام خطرے میں پڑسکتا ہے۔ جس ملک میں معاشی مساوات نہ ہو' دولت کی تقسیم غیر مساوی ہو' غربت اور بیروزگاری کا دور دورہ ہو۔ اس ملک میں حکومت غیر مستحکم ہوگی۔ علم شہریت کے مطالعہ سے ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معاشرے کے کسی بھی رکن کو اپنی زندگی کاہلی' سستی اور بیکاری میں نہیں گزارنی چاہیے بلکہ اچھا شہری وہی ہے جو کوئی نہ کوئی باعزت پیشہ اختیار کر کے اپنی روزی کماتا ہے۔ اس سے نہ صرف اپنی ضروریات باوقار اور احسن طریقے سے پوری کرسکتا ہے بلکہ بحیثیت مجموعی معاشرے کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ علم شہریت افراد میں کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور معاشی ضروریات کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

6. ملکی مسائل سے آگاہی

موجودہ دور میں ایک شہری کو کئی قسم کے ملکی مسائل درپیش ہیں۔ مثال کے طور پر جہالت' غربت' بے روزگاری' بیماری' افراطِ زر' دولت کی غیر منصفانہ تقسیم' ذات پات اور فرقہ بندی وغیرہ کے مسائل۔ علم شہریت لوگوں کو ان مسائل کے نقصانات سے نہ صرف آگاہ کرتا ہے بلکہ ان مسائل کی وجوہات اور تسلی بخش حل بھی پیش کرتا ہے' کیونکہ جب تک ان مسائل کا کوئی تسلی بخش حل تلاش نہ کرلیا جائے۔ اس وقت تک خوشحال زندگی ممکن ہی نہیں۔ علم شہریت شہریوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرتا ہے اور اُنھیں اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ اپنے ملک

کے مختلف مسائل کے تسلی بخش حل کے لیے تیار رہیں۔

7. بین الاقوامی تعاون

موجودہ دور میں افراد کا تعلق صرف اپنے ملک ہی سے نہیں بلکہ دیگر تمام اقوام سے بھی ہے۔ سائنسی ایجادات کی وجہ سے اب ہزاروں میل کے فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ اب ایک ملک میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا اثر دوسرے ممالک پر بھی پڑتا ہے۔ بین الاقوامی اقتصادی و سیاسی حالات تمام ممالک پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی ملک دوسرے ممالک سے بہتر اور خوشگوار تعلقات قائم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ علم شہریت بین الاقوامی تعاون کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ افراد میں تنگ نظری اور قوم پرستی کو ختم کر کے وسیع النظری پیدا کرتا ہے۔ علم شہریت افراد کو دنیا کی دیگر اقوام سے تعاون کے لیے تیار کرتا ہے اور میل جول بڑھانے کے لیے تیار کرتا ہے۔ علم شہریت کے مطالعہ سے افراد میں ایسی بین الاقوامی سوچ پیدا ہوتی ہے جو عالمی امن قائم کرنے اور بین الاقوامی تعاون کے لیے ضروری ہے۔

8. حقوق و فرائض سے آگاہی

معاشرتی زندگی کی کامیابی کا دارومدار کچھ حقوق کے حصول اور فرائض کی ادائیگی پر ہے۔ علم شہریت ہمیں حقوق و فرائض سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ ریاست کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو۔

9. بہتر کردار کی تخلیق

علم شہریت افراد میں اعلیٰ کردار کی خصوصیات پیدا کرتا ہے۔ یہ علم افراد میں محبت، ہمدردی، رواداری، خلوص اور تعاون کے جذبات پیدا کرتا ہے اور افراد سے خود غرضی، حسد، نفرت، تعصب اور تنگ نظری کو ختم کرتا ہے۔ یہ علم فرد کو بہتر انسان بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ بہتر انسان کی موجودگی میں بہتر معاشرہ پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔

سوال 4: علم شہریت اور عمرانیات کا آپس میں تعلق بیان کریں۔

جواب: شہریت اور عمرانیات (Civics and Sociology)

علم شہریت کے پیش نظر فرد کی فلاح و بہبود اصلاح اور ترقی ہے جب کہ عمرانیات ایک جامع معاشرتی علم ہے۔ عمرانیات تمام معاشرتی علوم کی ماں ہے۔ تمام معاشرتی علوم میں عمرانیات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ علم شہریت صرف شہری کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھتا ہے جب کہ عمرانیات میں معاشرے کو بحیثیت مجموعی زیر بحث لایا جاتا ہے چونکہ تمام معاشرتی علوم کا مرکز فرد یا شہری ہوتا ہے اور دونوں علوم کا تعلق افراد کے رہنے سہنے کے انداز، معاشرتی حالات، معاشرتی اداروں اور قوانین کے مطالعہ سے ہے، اس لیے ان دونوں علوم میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ ان دونوں علوم میں مماثلت اور فرق کا موازنہ درج ذیل نکات کی صورت میں کیا گیا ہے۔

مماثلت

1. مشترک موضوع بحث

شہریت اور عمرانیات میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ موضوع بحث کے لحاظ سے دونوں علوم ایک دوسرے کے کافی قریب ہیں۔ دونوں علوم میں بہت سے موضوعات مشترک ہیں۔ مثلاً خاندان، معاشرہ، آبادی اور قوانین وغیرہ۔ عمرانیات کا موضوع بحث سارا معاشرہ ہے۔ اس میں معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے۔ معاشرے کے مختلف گروہوں اور جماعتوں کے آغاز اور نشوونما کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ فرد کے معاشرتی رسم و رواج اور طور طریقوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے جب کہ علم شہریت میں بھی فرد کی شہری زندگی، نشوونما، فلاح و بہبود، اصلاح اور ترقی کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس علم میں پسندیدہ رسم و رواج اور طور طریقوں کو اختیار کرنے اور ناپسندیدہ باتوں کو چھوڑنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

2. فرداور معاشرے کی فلاح و بہبود

علم شہریت اور عمرانیات' دونوں علوم کے پیشِ نظر فرد اور معاشرے کی ترقی' خوشحالی' اصلاح اور فلاح و بہبود ہے۔ اگر علم شہریت فرد (شہری) کی فلاح و بہبود پر زور دیتا ہے تو عمرانیات سارے معاشرے کی فلاح و بہبود پیش نظر رکھتا ہے۔ اس طرح سے دونوں علوم فرد کے بہتر کردار اور بہتر معاشرے کی تشکیل پر زور دیتے ہیں۔ دونوں علوم فرد اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے قواعد وضوابط مرتب کرتے ہیں اور اپنے اس مقصد کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

3. عمرانی علوم

علم شہریت اور عمرانیات میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں عمرانی علوم ہیں چونکہ معاشرہ افراد سے مل کر وجود میں آتا ہے' اس لیے شہری (فرد) اور معاشرہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ شہری اور معاشرے کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور اس رشتے (تعلق) کی وجہ سے دونوں علوم ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

4. راہنمائی

عمرانیات میں گزشتہ لوگوں کے کردار' طور طریقوں' رسم و رواج اور ماضی کے تمام اداروں کا ریکارڈ محفوظ ہوتا ہے۔ علم شہریت اس ریکارڈ سے راہنمائی حاصل کر کے حال اور مستقبل کے لیے اصول وضع کرتا ہے تا کہ شہری (فرد) ماضی کی خامیوں' غلطیوں اور برائیوں سے بچ کر مفید' بہتر اور کارآمد زندگی بسر کر سکے۔

فرق

1. وسعت

عمرانیات کا علم معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں یعنی انسان کے افعال و کردار' سوچ و بچار' عقیدہ اور محبت و نفرت کا عمومی مطالعہ کرتا ہے جب کہ علم شہریت معاشرتی زندگی کے

صرف ایک پہلو یعنی شہری پہلو کا خصوصی مطالعہ کرتا ہے۔

2. معیاری علم

عمرانیات میں انسان کی مختلف سرگرمیوں، رسم و رواج اور طور طریقوں سے بحث کی جاتی ہے لیکن کسی بات کی اچھائی یا برائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں جب کہ علم شہریت ایک معیار قائم کرنے والا علم ہے جو اچھائی اور برائی کا معیار قائم کرتا ہے اور ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ ہمیں بری باتوں سے کس طرح بچنا چاہیے اور اچھی باتوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ پس علم شہریت انسان کی معاشرتی زندگی کا ایک معیار قائم کرتا ہے۔

3. انسانی زندگی کا مطالعہ

عمرانیات انسان کا بطور انسان مطالعہ کرتا ہے۔ اس میں مختلف عنوانات کے تحت انسان کا مطالعہ کیا جاتا ہے جب کہ علم شہریت میں انسان کی صرف شہری زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

4. دائرہ بحث

عمرانیات کا دائرہ بحث شہریت کے مقابلے میں بہت وسیع ہے۔ عمرانیات بنیادی طور پر تمام معاشرے کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس کے برعکس علم شہریت اس لیے محدود ہے کہ یہ بنیادی طور پر فرد کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس اعتبار سے عمرانیات کا موضوع نسبتاً زیادہ وسیع ہے۔

5. منصوبہ بندی

عمرانیات کا علم صرف ماضی اور حال کا مطالعہ کرتا ہے جب کہ علم شہریت ماضی اور حال کے ساتھ ساتھ مستقبل کا جائزہ بھی لیتا ہے اور مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے۔

6. شعوری و غیر شعوری سرگرمیاں

علم عمرانیات میں انسان کی شعوری، غیر شعوری، منظم یا غیر منظم تمام سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے لیکن علم شہریت میں فرد (شہری) کی صرف شعوری سرگرمیاں ہی زیر بحث لائی جاتی ہیں۔

سوال5: علم شہریت اور اخلاقیات کا تعلق بیان کریں۔

جواب: شہریت اور اخلاقیات (Civics and Ethics)

علم اخلاقیات میں انسان کی سیرت و کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اخلاقیات وہ علم ہے جو ہمیں نیکی و بدی میں فرق کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ علم ہمیں غلط اقدامات سے روکتا ہے اور صحیح راستے پر چلنے کے لیے ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

علم شہریت بھی اچھائی اور برائی کی تمیز کرنے میں اخلاقیات سے ہی مدد لیتا ہے' اس لیے علم شہریت کا اخلاقیات کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ یہ تعلق درج ذیل نکات میں واضح کیا گیا ہے:

شہریت اور اخلاقیات میں مماثلت

1. اخلاقیات' علم شہریت کا لازمی جزو

علم اخلاقیات کا تعلق انسانی سیرت و کردار کی بہتری سے ہے۔ یعنی یہ علم اخلاق و عادات کو زیر بحث لاتا ہے اور اچھے اور برے پہلو کا معیار مقرر کرتا ہے۔ علم اخلاقیات بہتر معاشرتی زندگی کے لیے اخلاقی قوانین کے مطالعہ اور تحقیق کے بعد انسانی اخلاق و عادات اور سیرت و کردار کے متعلق اُصول اور ضابطے تشکیل دیتا ہے۔

علم شہریت میں انسان کی معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے جو معیار قائم کیے جاتے ہیں۔ وہ تقریباً اخلاقیات کے اصولوں اور ضابطوں سے اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے اخلاقیات' علم شہریت کا لازمی جزو ہے۔ گویا شہریت' اخلاقیات کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔

2. نیکی اور بدی کا معیار

نیکی اور بدی کا معیار ہمیں اخلاقیات سے حاصل ہوتا ہے' کیونکہ یہ علم ہمیں نیکی اور بدی' صحیح اور غلط کے فرق سے آگاہ کرتا ہے۔

علم شہریت بھی اچھائی اور برائی کو زیر بحث لاتا ہے لیکن اس میں اچھائی اور برائی کا معیار اخلاقی قواعد وضوابط اور اصولوں کے تحت قائم کیا جاتا ہے۔

3. یکساں مقاصد

اخلاقیات اور علم شہریت دونوں علوم کے مقاصد یکساں ہیں۔ دونوں علوم کا مقصد فرد کی انفرادی اور اجتماعی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے اصول اور قاعدے بنانا ہے۔ دونوں علوم کا مقصد لوگوں کو حقوق و فرائض ادا کرنے کے قابل بنانا ہے تاکہ بہتر سے بہتر معاشرہ تشکیل پا سکے۔

4. عمرانی علوم

علم شہریت اور علم اخلاقیات دونوں عمرانی علوم ہیں اسی لیے ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ علم شہریت کا تعلق فرد کی شہری زندگی سے ہے جب کہ اخلاقیات کا تعلق انسان کی اخلاقی زندگی سے ہے لیکن دونوں علوم کا مرکز انسان ہی ہے اور دونوں علوم انسان کی معاشرتی زندگی کو ہی زیر بحث لاتے ہیں۔

شہریت اور اخلاقیات میں فرق

1. دائرہ بحث کی وسعت

علم شہریت کے دائرہ بحث میں اخلاقیات سے زیادہ وسعت پائی جاتی ہے۔ یہ علم شہری کے ہر پہلو کو زیر بحث لاتا ہے۔ خواہ یہ پہلو اخلاقی' سیاسی' معاشرتی' دینی یا علمی ہو جب کہ اخلاقیات میں فرد کے صرف اخلاقی پہلو کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ فرد کے اچھے برے افعال اور سیرت و کردار کے بارے میں بات کی جاتی ہے یعنی اخلاقیات کا تعلق صرف اخلاق کی بہتری سے ہے۔

2. داخلی و خارجی پہلو

علم شہریت فرد (شہری) کے صرف خارجی پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے۔ اسے فرد کے

ضمیر اور نیت سے کوئی تعلق نہیں جب کہ اخلاقیات کا تعلق فرد کے داخلی پہلو سے ہے۔ اس میں ضمیر اور نیت بھی زیرِ بحث آتی ہے۔ اخلاقیات کا تعلق عمل کے علاوہ سوچ اور ارادے سے بھی ہے۔

3. عمل اور فلسفہ

علم شہریت نیک اور اچھی زندگی گزارنے کا ایک عمل ہے جب کہ اخلاقیات کا تعلق فلسفے اور نظریات سے ہے۔

4. دین اور دنیا

شہریت میں صرف دنیا کی بات ہوتی ہے جب کہ اخلاقیات میں روحانیت کا عنصر بھی شامل ہے۔

سوال 6: علم شہریت اور معاشیات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: شہریت اور معاشیات (Civics and Economics)

علم معاشیات دولت کی پیداوار، تقسیم اور اس کے صرف کے متعلق بحث کرتا ہے۔ مشہور ماہر معاشیات ڈاکٹر مارشل نے اقتصادیات کو "دولت اور حصول دولت کا علم" قرار دیا ہے۔ معاشیات کا علم بھی معاشرے سے تعلق رکھتا ہے، کیونکہ شہری کی زندگی کافی حد تک معاشی حالات سے متاثر ہوتی ہے۔ تمام معاشی سرگرمیوں کا تعلق شہری کی زندگی سے ہے اور اسے ہر قدم پر معاشی معاملات سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس اعتبار سے معاشیات اور علم شہریت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ان دونوں علوم میں پائے جانے والے تعلق کو درج ذیل نکات میں واضح کیا گیا ہے:

شہریت اور معاشیات میں مماثلت

1. باہمی انحصار

علم شہریت اور معاشیات، دونوں علوم کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ دونوں کا آپس

میں گہرا رشتہ ہے۔ علم شہریت کے بہت سے اصول معاشی حالات سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے دونوں علوم ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔

2. فرد کی فلاح و بہبود

معاشی خوشحالی کے بغیر فرد (شہری) کی فلاح و بہبود ممکن نہیں۔ علم شہریت اور معاشیات دونوں کے پیش نظر فرد کی فلاح و بہبود ہے۔ شہریوں کی بہتر معاشرتی زندگی کا انحصار اُن کی بہتر معاشی حالت پر ہے۔

3. یکساں نظریات

علم شہریت اور معاشیات دونوں کے نظریات یکساں ہیں۔ دونوں میں مزدوروں کی فلاح و بہبود، اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام جیسے نظریات ملتے ہیں۔

4. شہری حقوق کی نگہداشت

بہتر معاشی حالات میں ہی بہتر ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے اور شہری حقوق کی نگہداشت کی جاسکتی ہے۔

5. بہتر اور خوشحال شہری زندگی

معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، بے روزگاری، جہالت اور غربت کا خاتمہ کر کے بہتر اور خوشحال شہری زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

شہریت اور معاشیات میں فرق

1. وسعت

علم شہریت کی وسعت معاشیات کی نسبت سے زیادہ ہے۔ علم شہریت میں فرد کے معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، ذہنی، معاشی اور مذہبی، تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا جاتا ہے جب کہ علم معاشیات فرد کی زندگی کے صرف معاشی پہلو کا تفصیلی جائزہ لیتا ہے۔ علم شہریت فرد کے معاشی مسائل کا سرسری جائزہ لیتا ہے۔

2. معیار کا تعین

علم شہریت اچھائی اور برائی میں فرق کو واضح کرتا ہے۔ ہر معاملہ کی اچھائی اور برائی کا تعین کرتا ہے۔ برائی سے روکتا اور نیکی پر کاربند ہونے پر زور دیتا ہے جب کہ معاشیات کے علم کا اچھائی اور برائی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس اعتبار سے شہریت معیار قائم کرنے والا علم ہے اور معاشیات کو اچھے معیار کے حصول سے کو سروکار نہیں۔ یہ صرف معلومات اور حقائق کا مجموعہ ہے۔

3. اخلاقی و روحانی اور مادی علم

علم شہریت میں اخلاقی و روحانی دونوں پہلوؤں کو زیر بحث لایا جاتا ہے جب کہ معاشیات کا تعلق انسان کی صرف مادی سرگرمیوں سے ہے۔ اس کو روحانی و اخلاقی اقدار کے فروغ سے کوئی تعلق نہیں۔

4. عملی اور نظری علم

علم شہریت ایک عملی علم ہے۔ اس میں مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کیے جاتے ہیں۔ علم شہریت صرف اصول تشکیل ہی نہیں دیتا بلکہ انہیں عملی جامہ بھی پہناتا ہے۔ اس کے برعکس معاشیات کی نظری حیثیت زیادہ واضح ہے۔ اس میں معاشی مسائل پر نظری بحث کی جاتی ہے۔

سوال 7: علم شہریت اور تاریخ کا باہمی تعلق بیان کریں۔

جواب: شہریت اور تاریخ (Civics and History)

تاریخ میں ماضی کے حالات اور واقعات کا تسلسل سے اور ترتیب وار مطالعہ کیا جاتا ہے۔ تاریخ میں صرف ماضی کے حالات اور واقعات ہی درج نہیں ہوتے بلکہ ان حالات اور واقعات کی وجوہات، اسباب اور نتائج کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ تاریخ کا دائرہ بحث انسانی زندگی کے ثقافتی، مذہبی، تہذیبی، معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور سائنسی پہلوؤں پر محیط ہے۔ تاریخ بنی نوع انسان کی مختلف شعبوں میں ترقی کا جائزہ بھی لیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تاریخ میں ریاستوں

کی تشکیل، ارتقاء، تنظیم اور بین الاقوامی تعلقات کا مطالعہ بھی شامل ہے۔ اس اعتبار سے علم شہریت اور تاریخ میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس تعلق کی وضاحت درج ذیل نکات میں کی گئی ہے:

شہریت اور تاریخ میں مماثلت

1. ماضی کا مطالعہ

ماضی کا مطالعہ علم شہریت کے مطالعہ کا ایک اہم مقصد ہے۔ علم شہریت تاریخ سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ ہم ماضی کی روشنی میں حال کی اصلاح، تعمیر و ترقی اور مستقبل کی تشکیل کرتے ہیں۔

2. مشترک موضوعات

شہریت اور تاریخ کے موضوعات کافی حد تک مشترک ہیں۔ ان مشترک موضوعات میں ریاست کی ابتداء، تشکیل، تنظیم، ارتقاء، اہم معاشی حالات، بین الاقوامی تعلقات اور قوانین نظام حکومت، ملکی دفاع، تصور قومیت، مقامی حکومتیں، صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ شامل ہیں۔ تاریخ میں یہ موضوعات ماضی کے حوالے سے زیر بحث لائے جاتے ہیں اور علم شہریت میں ان موضوعات کا جائزہ حال اور مستقبل کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔

3. معاشرتی اداروں کی تشکیل

کسی بھی معاشرتی ادارے کی ابتداء ارتقاء اور اس کے مختلف مراحل کے بارے میں معلومات حاصل کیے بغیر ہم اس ادارے کے متعلق کچھ بیان نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم یہ نہ معلوم کر لیں کہ موجودہ صورت تک پہنچنے کے لیے اس ادارے کو کن کن مراحل سے گزرنا پڑا۔ یہ معلومات ہمیں تاریخ سے حاصل ہوتی ہیں۔ تاریخ سے ہمیں وہ حقائق حاصل ہوتے ہیں جن کو بنیاد بنا کر ہم دوسرے معاشرتی اداروں کی تشکیل، تعمیر اور ترقی کے لیے اقدامات کرتے ہیں۔

4. معاشرتی علوم

علم شہریت اور تاریخ دونوں معاشرتی علوم ہیں۔ دونوں معاشرہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دونوں کا مرکز و محور انسان ہیں۔

5. فرد کی فلاح و بہبود

علم شہریت اور تاریخ دونوں کے پیش نظر فرد کی فلاح و بہبود ہے۔ تاریخ کے واقعات سے نتائج اخذ کر کے فرد کی زندگی کو بہتر اور خوشحال بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

6. باہم معاون و مددگار

علم شہریت اور تاریخ دونوں ایک دوسرے کے لیے معاون و مددگار ہیں۔ تاریخ معلومات اور تجربات مہیا کرتی ہے۔ شہریت اِن معلومات اور تجربات سے نتائج حاصل کر کے حال اور مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے۔ اس سے ملک میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور شہری خوشحال ہوتے ہیں۔

شہریت اور تاریخ میں فرق

1. حالات و واقعات کا ترتیب وار مطالعہ

تاریخ میں واقعات اور حالات ترتیب وار ہوتے ہیں اور ان کا مطالعہ بھی اسی ترتیب اور تسلسل سے کیا جاتا ہے جب کہ شہریت میں ترتیب وار مطالعہ ضروری نہیں۔ شہریت میں طالب علم ترتیب کا لحاظ کیے بغیر حسب ضرورت حالات و واقعات لے سکتا ہے اور کسی ایک واقعہ کا دوسرے واقعہ سے موازنہ کر سکتا ہے۔

2. وسعت

شہریت کی نسبت تاریخ کی وسعت اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ اس میں ماضی کے حوالے سے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے جب کہ علم شہریت فرد کی صرف شہری زندگی تک محدود ہے۔

3. اصول اور قاعدے بنانا

تاریخ کا تعلق محض ماضی کے حالات و واقعات، ان کے اسباب اور نتائج کا ریکارڈ رکھنے تک محدود ہے جب کہ علم شہریت میں مطالعہ کے بعد عمومی اصول اور قاعدے بھی بنائے جاتے ہیں۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: شہریت اور معاشیات میں کیا نظریاتی مماثلت ہے؟

جواب: نظریاتی مماثلت

شہریت اور معاشیات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ان میں بہت سے نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں۔

1. دونوں میں سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت، صنعتی انقلاب اور مزدوروں کی فلاح و بہبود کے نظریات ہیں۔
2. دونوں افراد کو ان کے حقوق دینے کے حامی ہیں۔
3. دونوں افراد سے غربت، بے روزگاری اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو ختم کرنے کے نظریات رکھتے ہیں۔

سوال: ای۔ایم۔وائیٹ نے علم شہریت کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: وائیٹ کی تعریف

"علم شہریت انسانی علوم کا وہ مفید شعبہ ہے جو شہری کے ہر پہلو خواہ وہ معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی سے بحث کرتا ہے۔ خواہ اس کا تعلق ماضی، حال اور مستقبل سے ہو یا مقامی، قومی اور بین الاقوامی حالات سے ہو۔"

سوال: علم شہریت ایک شہری کی سیاسی تربیت کیسے کرتا ہے؟

جواب: شہری کی سیاسی تربیت

علم شہریت ایک شہری کی سیاسی تربیت احسن طریق سے کرتا ہے۔ علم شہریت شہری کو درج ذیل تربیت دیتا ہے:

1. ایک شہری کی جو ذمہ داریاں ہیں، ان کو ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔

2. اس کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کر سکے۔
3. ملکی امور سے آگاہی دیتا ہے تاکہ وہ ان کو احسن طریق سے ادا کر سکے۔
4. یہ علم اچھی شہریت کی خصوصیات اور اس کی راہ میں جو رکاوٹیں ہیں' ان سے افراد کو آگاہ کرتا ہے۔
5. یہ شہری کو مقامی' صوبائی اور قومی حکومتوں سے آگاہ کرتا ہے۔
6. یہ افراد کو مختلف حکومتوں کی اقسام اور طریقۂ کار سے آگاہ کرتا ہے۔

سوال: بین الاقوامی تعاون سے کیا مراد ہے؟

جواب: بین الاقوامی تعاون

آج کے دور میں ذرائع ابلاغ اور ذرائع آمدورفت اتنے زیادہ اور تیز ہو گئے ہیں کہ دُنیا سمٹ کر ایک محلہ بن گئی ہے۔ ہر ملک کے حالات و واقعات دوسرے ممالک پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ لہٰذا افراد کو تنگ نظری چھوڑ کر وسیع النظر ہونا پڑے گا۔ ایک دوسرے سے میل جول اور لین دین کرنا ہوگا ورنہ بہت سے مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہر ملک ہر معاشرہ اور ہر قوم کو ایک دوسرے کے تعاون اور مدد کی ضرورت ہے اور یہ کرنا بھی چاہیے' اسے بین الاقوامی تعاون کہا جاتا ہے۔ علم شہریت اس تعاون میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

سوال: شہریت اور تاریخ کے کن موضوعات میں اشتراک پایا جاتا ہے؟

جواب: اشتراک

علم شہریت اور علم تاریخ میں درج ذیل موضوعات میں اشتراک پایا جاتا ہے:

i. ماضی کا مطالعہ
ii. ماضی کے معاشرتی اداروں کے مراحل کا علم
iii. حکومتوں کے تعلقات
iv. معاشرتی اداروں کی تشکیل
v. تصورِ قومیت
vi. بین الاقوامی قوانین
vii. نظام قانون
viii. مقامی حکومتیں

ix. ملکی دفاع   x. صنعت و حرفت

xi. زراعت   xii. ریاست کی ابتداء

xiii. مختلف اداروں کے آپس کے تعلقات

سوال: ایف ۔ جے ۔ گولڈ کی علم شہریت کی تعریف بیان کیجیے۔

جواب: سوال نمبر 1 میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: علم شہریت فرد کی معاشرتی ترقی میں کیسے معاون ثابت ہوتا ہے؟

جواب: معاشرتی ترقی اور معاونت

علم شہریت ہمیشہ فرد کی معاشرتی ترقی میں معاون ثابت ہوا ہے، کیونکہ یہ:

i. تمام معاشرتی اداروں کو مضبوط بناتا ہے۔

ii. شہریوں میں معاشرتی شعور پیدا کرتا ہے۔

iii. افراد کے اجتماعی طرز عمل کو بہتر سے بہتر بناتا ہے۔

iv. یہ افراد میں باہمی اشتراک، تعاون، ایثار اور ہمدردی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

v. یہ علم افراد کو باوقار پیشہ اختیار کرنے میں مدد دیتا ہے۔

vi. یہ علم افراد کو کام کرنے کے جذبہ سے آگاہ کرتا ہے۔

ان تمام چیزوں سے افراد کی معاشرتی ترقی ہوتی ہے۔

سوال: شہریت اور عمرانیات میں بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب: بنیادی فرق

i. شہریت ایک معیار قائم کرنے والا علم ہے جب کہ عمرانیات ایسا نہیں ہے۔

ii. عمرانیات انسان کا مطالعہ انسان ہی کی حیثیت سے کرتا ہے۔

iii. عمرانیات کا دائرہ کار معاشرہ ہے جب کہ شہریت صرف فرد تک محدود ہے۔ اس طرح عمرانیات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔

iv. عمرانیات کا علم صرف ماضی حال کا مطالعہ کرتا ہے جب کہ علم شہریت مستقبل کا بھی

جائزہ لیتا ہے۔

سوال: علم شہریت کا مفہوم بیان کیجیے۔

جواب: علم شہریت کا مفہوم

سوکس (Civics) انگریزی کا لفظ ہے۔ اسے اُردو میں شہریت اور مدنیت کہا جاتا ہے۔ انگریزی کا لفظ سوکس (Civics) لاطینی زبان کے دو الفاظ ''سوس (Civis)'' اور ''سویٹاس (Civitas)'' سے لیا گیا ہے۔

سوال: علم شہریت کی رو سے ریاست کیسے تشکیل پاتی ہے؟

جواب: ریاست کی تشکیل

ارسطو کا کہنا ہے کہ انسان معاشرتی حیوان ہے۔ گویا کہ انسان معاشرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ معاشرہ کا وجود مختلف مراحل سے گزر کر بنتا ہے۔ میاں بیوی سے ایک خاندان کی ابتدا ہوتی ہے۔ مختلف خاندان ایک دوسرے سے ضروریات کے لیے میل جول کرتے ہیں جس سے گروہ اور کمیونٹی وجود میں آتی ہے۔ مختلف گروہ ایک معاشرہ بنا لیتے ہیں۔ معاشرہ بھی دراصل تعلقات اور لین دین سے بنتا ہے۔ معاشرہ جب منظم صورت اختیار کر لیتا ہے تو اسی وقت ریاست وجود میں آتی ہے۔ ریاست کا وجود بھی دراصل ایک دوسرے کی مدد کرنا ہی ہے۔

1. ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. مدینہ کے معنی ہیں:

(الف) زندگی　　(ب) ریاست

(ج) آزادی　　(د) شہر

ii. کس مشہور مفکر کا قول ہے کہ ''انسان معاشرتی حیوان ہے''

(الف) سقراط　　(ب) افلاطون

(ج) ارسطو (د) گارنر

iii. تمام معاشرتی علوم کا مرکز ہے:

(الف) علم شہریت (ب) فرد

(ج) ملکی قانون (د) خاندان

iv. مختلف گروہوں اور جماعتوں کی ابتداء نشو ونما اور ترقی پذیر صورت کا مطالعہ کرتا ہے:

(الف) علم عمرانیات (ب) علم معاشیات

(ج) علم اخلاقیات (د) علم تاریخ

v. کس مشہور ماہر اقتصادیات نے اقتصادیات کو "دولت اور حصول دولت کا علم" کہا ہے:

(الف) آدم سمتھ (ب) مارشل

(ج) ریکارڈو (د) رابنز

vi. گزشتہ حالات و واقعات کے ترتیب وار مطالعہ کا نام ہے:

(الف) سوکس (ب) اخلاقیات

(ج) تاریخ (د) معاشیات

vii. علم شہریت کے لیے متبادل لفظ استعمال ہوتا ہے:

(الف) سیاسیات (ب) اخلاقیات

(ج) حیاتیات (د) مدنیت

viii. "علم شہریت وہ معاشرتی علم ہے جس میں شہریوں کی زندگی اور ان کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے" کس مشہور مفکر نے علم شہریت کی یہ تعریف کی ہے:

(الف) پروفیسر پیٹرک گیڈیز (ب) ای۔ایم۔وائٹ

(ج) ایف۔جے۔گولڈ (د) ڈاکٹر عزیز

ix. جمہوری ممالک میں حکومت کا کاروبار چلاتے ہیں:

(الف) قانون ساز ادارے (ب) شہری

(ج) مقامی حکومتی ادارے (د) سیاسی راہنما

x. کھیتی باڑی کے لیے مترادف لفظ ہے:

(الف) صنعت و حرفت (ب) کان کنی

(ج) ملازمت (د) زراعت

جوابات

i.	شہر	ii.	ارسطو	iii.	علم شہریت
iv.	علم عمرانیات	v.	مارشل	vi.	تاریخ
vii.	مدنیت	viii.	پیٹرگ گیڈیز	ix.	شہری
x.	زراعت				

مشقی سوالات۔۔۔انشائیہ طرز

سوال 1: علم شہریت کی تعریف کریں اوراس کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 1 اور سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 2: علم شہریت اور معاشیات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب: سوال نمبر 6 دیکھئے۔

سوال 3: درج ذیل علوم کے ساتھ علم شہریت کی مماثلت واضح کریں۔

(الف) عمرانیات (ب) تاریخ

جواب: (الف) سوال نمبر 4 دیکھئے اور

(ب) سوال نمبر 7 دیکھئے۔

سوال 4: علم شہریت اور اخلاقیات کا آپس میں تعلق بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 5 دیکھئے۔

2

افراد کے روابط

سبق کے اہم موضوعات

- فرد (Individual)
- خاندان (Family) تعریف، خاندان کی اہمیت وفرائض
- کمیونٹی، تعریف اور اقسام
- معاشرہ، تعریف، خصوصیات، اہمیت
- قوم، قومیت، قوم اور قومیت میں فرق، قومیت کے عناصر
- اُمت اسلامیہ، خصوصیات

افراد کے روابط
(Individuals in Interaction)

سوال 1: فرد سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرد (Individual)

1. فرد ریاست کا شہری

ریاست میں رہنے والا انسان فرد کہلاتا ہے۔ زمانہ قدیم کی یونانی ریاستوں میں رہائش پذیر افراد کو شہری کہا جاتا ہے۔ یہ شہری سیاسی آزادی کے حامل اور ریاست کے سرگرم رکن تھے اور حکومت کے معاملات میں براہ راست شامل ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی ریاست کے وہ افراد جنہیں سیاسی معاشی اور معاشرتی حقوق حاصل ہوں ریاست کے شہری کہلاتے ہیں۔

2. فرد معاشرتی گروہ کی اکائی

فرد معاشرتی گروہ کی اکائی ہے۔ بہت سارے افراد کے ایک جگہ جمع ہو کر رہنے سے بننے والے یہ معاشرتی گروہ چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں اور بہت بڑے بھی۔ اگر کسی معاشرتی گروہ میں صرف چند افراد شامل ہوں تو یہ معاشرتی گروہ خاندان کہلاتا ہے جب کہ کئی خاندانوں کے ملنے سے برادری وجود میں آتی ہے اور اگر کسی معاشرتی گروہ میں بے شمار افراد شامل ہوں تو یہ معاشرتی گروہ معاشرہ یا قوم کہلاتا ہے۔

3. فرد تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا

فرد کی فطرت میں ہے کہ وہ تنہا زندگی نہیں بسر کر سکتا بلکہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر معاشرتی زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ انسان کی اسی فطرت کی وجہ سے معاشرتی گروہ

تشکیل پاتے ہیں۔ یونانی مفکر ارسطو نے کہا تھا کہ "انسان ایک معاشرتی حیوان ہے۔" انسان تنہا نہیں رہ سکتا۔ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا ہی پسند کرتا ہے' کیونکہ فرد کی زندگی کی بقاء کا انحصار دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے میں ہے۔ فرد اپنی لاتعداد ضروریات کے لیے دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے۔ مل جل کر رہنا فرد کی بنیادی ضرورت ہے۔

سوال 2: خاندان کی تعریف کریں اوراس کی اہمیت وفرائض بیان کریں۔

جواب: خاندان (Family)

خاندان انسان کی اجتماعی زندگی میں بنیادی حیثیت کا حامل سب سے پہلا اور بنیادی انسانی ادارہ ہے۔ خاندان معاشرے کی ایک بنیادی اکائی ہے۔ خاندان ایک عالمگیر ادارہ ہے اور اس کا وجود دنیا کے تمام معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ خاندان ایک قدیم ادارہ ہے۔ اسلامی نظریہ حیات کے مطابق یہ ادارہ انسانیت کی ابتداء کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا جب حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے مل کر دنیا کے پہلے خاندان کی بنیاد رکھی۔ خاندان کی بنیاد انسانی ضروریات پر ہے۔ خاندان کے وجود کا ایک جائز اور قانونی ذریعہ شادی ہے۔ خاندان اس وقت وجود میں آتا ہے جب عورت اور مرد اپنی باہمی ضروریات کی تکمیل کے لیے شادی کے مقدس بندھن میں منسلک ہوتے ہیں۔ اس طرح مرد اور عورت کی شادی سے خاندان کا آغاز ہوتا ہے پھر بچوں کی پیدائش سے وقت کے ساتھ ساتھ اس میں وسعت آتی جاتی ہے۔ ماں باپ اور بچے مل کر خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں۔ خاندان کا سربراہ باپ ہوتا ہے اور ماں کی ذمہ داری گھر کا نظام چلانا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہوتی ہے۔ خاندان بچوں کی نشوونما کے لیے ابتدائی درسگاہ کا درجہ رکھتا ہے۔

خاندان کی مختلف تعریفیں

1. ارسطو

"خاندان ایک قدرتی ادارہ ہے جس کی بنیاد انسانی ضروریات پر ہے چونکہ کوئی بھی

فرد اپنی تمام ضروریات تنہا پوری نہیں کر سکتا' اس لیے وہ خاندان کی تشکیل کرتا ہے۔"

2. پروفیسر میک آئیور

"خاندان ایک ایسا گروہ ہے جو جنسی رشتہ کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ یہ رشتہ بچوں کی پیدائش اور تربیت کے لیے ضروری ہے۔"

3. ینگ اور میک

"خاندان دو یا دو سے زیادہ افراد کا ایسا گروہ ہے جو ازدواجی اور خونی رشتہ میں منسلک ہوں اور اکٹھے رہتے ہوں۔"

4. بوگارڈس

"خاندان افراد کا ایسا گروہ ہے جو ماں باپ اور ایک یا زیادہ بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔"

خاندان کی اہمیت و فرائض

ایک خاندان جو فرائض سرانجام دیتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. افزائش نسل

انسان کی فطری خواہش ہے کہ وہ اپنی نسل کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ خاندان انسان کی اس فطری خواہش کی تکمیل کرتا ہے اور انسان کی نسل کی بقاء وتحفظ کے لیے اہم فریضہ سرانجام دیتا ہے اور افزائش نسل کے فطری عمل کا باعث بنتا ہے۔

2. بچوں کی نگہداشت وتربیت

خاندان بچے کی تعلیم وتربیت کا ایسا اولین ادارہ ہے جس میں بچے کے طور طریقوں' عادات اور سیرت وکردار کو سنوارا جاتا ہے اور صحیح اصولوں کے مطابق اس کی تربیت کی جاتی ہے۔ خاندان کے ذریعہ بچہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا سیکھتا ہے۔ خاندان بچے میں خلوص و محبت' باہمی تعاون' محنت ولگن' ہمدردی' اطاعت' حق گوئی' ایثار' محبت' رواداری' قربانی اور وفاداری کے جذبات اجاگر کرتا ہے۔ خاندان بچے کی فطری صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے۔

خاندان بچے کی مناسب دیکھ بھال اور نگہداشت کرتا ہے کیونکہ پیدائش کے بعد انسانی بچہ بالکل کمزور، نازک اور بے بس ہوتا ہے اور کسی سہارے کے بغیر اس کی پرورش نہیں ہو سکتی۔ اسے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ مدد صرف خاندان ہی بہتر طور پر مہیا کر سکتا ہے۔ والدین اپنی فطری محبت و شفقت کی وجہ سے خود تکالیف برداشت کر کے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔

3. معاشی ضروریات کی تکمیل

خاندان ایک معاشی ادارے کی حیثیت سے بچوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ والدین بچے کی ضروریات پوری کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خاندان کے ارکان اپنی معاشی ضروریات کے حصول کے لیے اور بہتر وسائل پیدا کرنے کے لیے باہم تعاون اور کوشش کرتے ہیں۔

4. قانون کی اطاعت

خاندان بچوں کو والدین اور بڑوں کی عزت کرنا اور ان کے احکام کی اطاعت کرنا سکھاتا ہے جس سے بچوں میں فرمانبرداری، نظم و ضبط، اطاعت اور احکام کی پابندی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہی صلاحیت بچوں کو آئندہ زندگی میں ملک کے قوانین کی اطاعت کرنے کا اہل بنا دیتی ہے۔

5. معاشرتی تعلقات

خاندان کی بدولت برادریوں اور قبیلوں کی بنیاد پڑتی ہے۔ عزیز و اقارب بنتے ہیں۔ نئی رشتہ داریاں بنتی ہیں۔ دوسرے خاندانوں سے روابط پیدا ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے معاشرتی اور سماجی تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں اجتماعی شعور جنم لیتا ہے اور قومی روایات تشکیل پاتی ہیں۔

6. ثقافتی ورثہ کی منتقلی

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ثقافتی ورثہ کی منتقلی خاندان کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ خاندان آنے والی نسلوں کو تہذیب و ترقی سے روشناس کرواتا ہے۔ خاندان کی بدولت بچے کے ذہن میں معاشرے کے رسم و رواج اور روایات' افکار و نظریات' اخلاقی اقدار اور عقائد کی نشوونما ہوتی ہے۔ بچہ اپنے ابتدائی ماحول کو اپنا تہذیبی اور ثقافتی سرمایہ سمجھتا ہے اور اس خاندانی ثقافتی ورثے کو نہ صرف محفوظ رکھتا ہے بلکہ اسے آنے والی نسلوں کو منتقل بھی کرتا ہے۔

7. اجتماعی ترقی

خاندان کے پیش نظر کسی فرد واحد کی ترقی نہیں بلکہ خاندان کا مدعا و مقصد افراد کی اجتماعی ترقی ہے اور افراد کی اجتماعی ترقی کے بغیر قومی ترقی ممکن نہیں ہے۔

8. معاشرتی راہنمائی

خاندان ابتدائی طور پر بچوں کی معاشرتی راہنمائی کرتا ہے۔ بچے کو بتایا جاتا ہے کہ معاشرہ میں کون کون سی چیزیں پسندیدہ ہیں اور کون کون سی ناپسندیدہ ہیں؟ بچوں کو حلال و حرام' نیکی بدی' عبادات اور مذہبی رسومات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ بچوں کو حقوق العباد اور حقوق اللہ کے بارے میں بھی آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ بچے مذہبی اور اخلاقی طور پر معاشرے سے ہم آہنگ ہو سکیں۔

9. تفریحی مواقع مہیا کرنا

ہر فرد کے لیے تفریحی سہولیات کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنے فرصت کے لمحات اچھے طریقے سے گزار سکے۔ ابتدائی طور پر بچہ اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ یہ سہولیات خود مہیا کر سکے۔ خاندان اس سلسلے میں اس کی مدد کرتا ہے۔

سوال 3: کمیونٹی کی تعریف کریں۔ نیز اس کی اقسام بیان کریں۔

جواب: کمیونٹی (Community)

اگر بہت سے خاندان ایک گروہ کی شکل میں منظم ہو جائیں تو کمیونٹی وجود میں آتی ہے یا الفاظِ دیگر خاندان کی وسیع شکل کمیونٹی یا طبقہ کہلاتی ہے۔ کمیونٹی افراد کا ایک ایسا گروہ ہوتا ہے جو ایک خاص علاقے میں رہائش پذیر ہو اور جس کا رہن سہن یعنی طرزِ معاشرت، سرگرمیاں اور مفادات یکساں ہو۔ چونکہ کمیونٹی خاندان کی ایک وسیع شکل ہے، اس لیے کمیونٹی کے افراد میں گہرے تعلقات ہوتے ہیں۔

کمیونٹی کی مختلف تعریفیں

1. میک آئیور

''میک آئیور زندگی کے تمام شعبوں میں مشترکہ زندگی گزارنے والوں کو کمیونٹی قرار دیتا ہے۔''

2. اوسبورن

''کمیونٹی افراد کے ایسے گروہ کا نام ہے جو مخصوص علاقے میں رہتے ہوں مشترکہ دلچسپیوں اور سرگرمیوں کے حامل ہوں اور زندگی کے تمام معاملات کے بارے میں متحدہ اقدام کریں۔''

3. پروفیسر لنڈ برگ (Professor Lind Burg) کے مطابق

''ایک ایسا انسانی گروہ جس کے ارکان کی روزمرہ زندگی کا دارومدار ایک دوسرے پر ہو ان میں باہمی تعاون بہت زیادہ ہو اور وہ ایک جغرافیائی علاقے میں سکونت پذیر ہوں۔''

4. ہاروے (Harvey) کے مطابق

''طبقہ یا کمیونٹی ایک مخصوص علاقے میں رہنے والے باشندوں پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک زبان بولتے ہوں۔ ان کے رسم و رواج یکساں ہوں اور کم و بیش یکساں جذبات کے

حامل ہوں اور عمل کا رجحان بھی ایک جیسا ہوتا ہے۔

کمیونٹی کی اقسام (Kinds of Community)

1. شہری کمیونٹی (Urban Community)

شہروں میں رہائش پذیر افراد پر مشتمل طبقہ شہری کمیونٹی کہلاتا ہے۔ شہروں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی بہت مصروف ہوتی ہے۔ لوگ روزی کمانے کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور وقت کی کمی کے باعث ایک دوسرے سے واقف نہیں ہوتے۔ شہروں میں ملازمت کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں اور لوگ زیادہ تر صنعتی یونٹوں' کارخانوں اور کاروباری اداروں میں یا سرکاری دفاتر میں کام کرتے ہیں۔ شہری زندگی بڑی پر رونق ہوتی ہے۔ زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں مہیا ہونے کی وجہ سے لوگوں کا معیار زندگی بھی بلند ہوتا ہے۔ تعلیم کے مواقع اور سہولتیں مہیا ہونے کی وجہ سے زیادہ تر لوگ تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہوتے ہیں۔ شہری کمیونٹی کے لوگ ثقافتی اور سیاسی سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں مصروفیت میں مزید اضافے کی وجہ سے باہم میل جول کے لیے بہت کم وقت ملتا ہے۔ اس لیے لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں کم ہی شرکت کرتے ہیں۔

2. دیہی کمیونٹی (Rural Community)

دیہی کمیونٹی دیہاتوں کے رہائشی افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ دیہات میں تعلیم کی سہولتیں زیادہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے اکثر دیہاتی ان پڑھ ہوتے ہیں۔ دیہات کے زیادہ تر لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی ہوتا ہے۔ شہروں کے برعکس دیہاتوں میں کھلی اور تازہ آب و ہوا اور خالص غذا دستیاب ہوتی ہے۔ دیہی کمیونٹی کے لوگ سادہ زندگی گزارتے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس آپس میں ملنے جلنے اور ایک دوسرے کے خوشی اور غم میں شرکت کے لیے کافی وقت ہوتا ہے اور زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کو جانتے بھی ہیں۔ اس کمیونٹی کے لوگ شہریوں کے مقابلے میں زیادہ قدامت پسند اور لکیر کے فقیر ہوتے ہیں اور پرانے رسم و رواج کی پابندی کرتے

ہیں۔ یہ لوگ معاشرتی اور سیاسی اُمور میں کم دلچسپی رکھتے ہیں۔

3. مذہبی کمیونٹی (Sectarian Community)

نظریاتی یا مذہبی اعتبار سے چند افراد مل کر تنظیمیں بنا لیتے ہیں جو کہ فرقہ وارانہ یا مذہبی تنظیمیں / طبقے کہلاتے ہیں۔ عام طور پر ملک میں اقلیتیں ایسی تنظیمیں بناتی ہیں۔ مثلاً پاکستان میں عیسائی، ہندو اور احمدی وغیرہ کمیونٹی ہے۔ کچھ لوگ فرقوں کو بنیاد بھی بنا لیتے ہیں۔ مثلاً پاکستان میں سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث وغیرہ۔

4. پیشہ وارانہ طبقہ (Professional Community)

کچھ لوگ اور لوگوں سے اتحاد و تعاون کر لیتے ہیں اور اہم گروہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو انہیں ہم پیشہ وارانہ طبقہ کہتے ہیں۔ مثلاً اساتذہ کا طبقہ، کسان طبقہ، مزدور طبقہ وغیرہ۔

سوال 4: معاشرہ سے کیا مراد ہے؟ نیز معاشرہ کی خصوصیات لکھیں۔

جواب: معاشرہ (Society)

معاشرے کو انگریزی میں سوسائٹی کہتے ہیں۔ جو لاطینی زبان کے لفظ (Socius) سے نکلا ہے جس کے معنی ساتھی کے ہیں۔ اس طرح معاشرے یا سوسائٹی کا مطلب ہے۔ چند ساتھیوں کی ایسی جماعت جو مل جل کر رہتی ہو اور اس کے چند مشترکہ مقاصد ہوں۔ معاشرہ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں۔

معاشرہ انسانی برادری کا چوتھا گروہ ہے جس میں فرد، خاندان اور برادری شامل ہوتے ہیں۔ گویا ''معاشرہ افراد کے ایسے مجموعے کا نام ہے جو کسی مشترکہ مفاد کی خاطر متحد ہوتے ہیں۔''

معاشرہ میں افراد کی زندگی کے تمام معاملات پائے جاتے ہیں۔ اس میں مختلف قسم کے تعلقات پائے جاتے ہیں۔ یہ منظم اور غیر منظم بھی ہوتے ہیں۔ یہ شعوری اور غیر شعوری بھی ہوتے ہیں۔ معاشرہ میں نفرت، محبت، رقابت، بغض، کینہ پروری، محبت، ایثار، ہمدردی کے

جذبات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس میں جغرافیائی حد بندیاں رکاوٹ نہیں ہیں۔

مختلف مفکرین کے مطابق معاشرے کی تعریفیں

1. جان۔ ایف سوبر

''معاشرہ تعلقات کا ایسا نظام ہے جس میں فرد اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔''

2. لارڈ برائس

''افراد کا وہ مجموعہ جو چند مقاصد کی خاطر زندگی بسر کر رہا ہو معاشرہ کہلاتا ہے۔''

3. میک آئیور

میک آئیور کے نزدیک ''معاشرہ سماجی تعلقات کا وہ نظام ہے جس میں اور جس کے ذریعے ہم زندگی گزارتے ہیں۔''

4. اے ایچ گڈنگز (A.H. Giddings) کا خیال ہے

''معاشرہ ایک جیسے خیالات رکھنے والے افراد کا گروہ ہے جن کے مقاصد میں یکسانیت ہو اور جو ان کے حصول کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں۔''

5. ینگ اور میک (Young and Mack) کا کہنا ہے

''معاشرہ وہ سب سے بڑا معاشرتی گروہ ہے جس میں مشترکہ ثقافتی انداز موجود ہوں اور جو تمام اداروں پر محیط ہو۔''

6. پروفیسر گرین (Professor Green) نے لکھا ہے

''معاشرہ میں کھلاڑیوں کے علاوہ کھیل کا میدان بھی ہوتا ہے جس طرح کھلاڑیوں کے لیے میدان ضروری ہے۔ اس طرح افراد کے لیے معاشرہ، معاشرہ اور فرد لازم و ملزوم ہیں۔''

معاشرہ کی خصوصیات

معاشرے کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. افراد کا مجموعہ

معاشرہ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے افراد شامل ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد کو مقرر نہیں کیا جاسکتا لیکن ان کی تعداد اتنی ضرور ہو کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ معاشرہ میں مختلف پیشوں اور مختلف قابلیتوں کے افراد ضرور شامل ہونے چاہئیں تا کہ ضروریات زندگی آسانی سے میسر ہوں۔

2. مشترکہ مفادات

معاشرے کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ معاشرے کے افراد کے پیش نظر مشترکہ مفادات ہوتے ہیں۔ ان مشترکہ مفادات کے حصول کی خاطر ہی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ افرادِ معاشرہ ان مفادات کے حصول کے لیے جدو جہد کرتے ہیں۔ یہ مفادات افراد کے درمیان اتحاد اور تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔ ان مفادات کا مقصد افرادِ معاشرہ کی ترقی وخوشحالی اور فلاح و بہبود ہوتا ہے۔

3. تنظیم

معاشرہ افراد میں مل جل کر رہنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ان میں تنظیم پیدا کرتا ہے۔ تنظیم کی بدولت ہی افرادِ معاشرہ اپنے رسم و رواج، قواعد وضوابط اور قوانین کی پابندی کرتے ہیں اور اپنے مفادات کے حصول کے لیے تگ و دو کرتے ہیں۔

4. مشترکہ اقدار

معاشرہ کی اقدار مشترک ہوتی ہیں۔ اس کی زبان، ثقافت، بود و باش، روایات، نظریات مشترک ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اکٹھے ہوتے ہیں۔

5. عالمگیر حیثیت

معاشرہ جغرافیائی حد بندیوں سے آزاد ہوتا ہے یہ چند خاندانوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ ایک ریاست میں ہوسکتا۔ بہت سی ریاستوں میں ہوسکتا ہے۔ مثلاً ہندوستان میں بہت

سے معاشرے ہیں جب کہ مسلم معاشرہ عالمگیر معاشرہ ہے اور تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

6. رضاکارانہ رُکنیت

معاشرہ کی رکنیت لازمی نہیں ہوتی۔ فرد اپنی مرضی سے کسی بھی معاشرہ کا رکن بن سکتا ہے۔ اس کی رکنیت رضاکارانہ ہوتی ہے۔ فرد کو رکنیت حاصل کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

7. فکر و عمل میں ہم آہنگی

معاشرے کے افراد میں فکر و عمل کی ہم آہنگی کافی حد تک ہوتی ہے۔ یہی ہم آہنگی ان میں اتحاد و تعاون اور یکجہتی پیدا کرتی ہے۔ اگر معاشرے میں ہم آہنگی نہ ہو تو ان کے درمیان نفرت، خود غرضی اور مفاد پرستی پیدا ہو جائے جو معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے۔ معاشرہ کی ترقی کے لیے انفرادی مفادات کی بجائے اجتماعی مفادات کے لیے کام کرنا ہوتا ہے۔

8. تغیر پذیر

معاشرہ تغیر پذیر ہوتا ہے۔ معاشرہ ہمیشہ کے لیے جامد اور ساکن نہیں رہ سکتا۔ انسان کی سوچ میں وقت کے لحاظ سے تبدیلی آتی رہتی ہے۔ وہ نئی نئی منازل کی تلاش میں رہتا ہے۔ معاشرے کے بنائے ہوئے بہت سے اصول وقت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اسی لیے معاشرہ آج جس صورت میں ہے۔ قدیم دور میں ایسا نہ تھا۔

سوال 5: فرد اور معاشرہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اس بیان کی روشنی میں معاشرے کی اہمیت اُجاگر کریں۔

جواب: **فرد اور معاشرہ**

فرد اور معاشرے کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی انسان کو معاشرے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ کیونکہ ایک بچے کی نگہداشت، اس کی پرورش اور حفاظت معاشرے کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کی

صلاحیتیں معاشرے کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی انسانی بچے کو معاشرے سے الگ تھلگ کر دیا جائے تو اس کی پہلی خصوصیت گویائی یعنی بولنے کی قوت ختم ہو جائے گی اور وہ اپنے خیالات اور جذبات دوسروں تک نہیں پہنچا سکے گا۔ اسی لئے انسان کو مدنی الطبع (Social Animal) کہا گیا ہے۔

مشہور یونانی فلاسفر اور حکیم ارسطو کے نظریے کے مطابق "معاشرے سے الگ تھلگ رہنے والا یا تو دیوتا ہے یا پھر حیوان" اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک معاشرے سے وابستہ رہتا ہے۔ لہٰذا افراد اور معاشرے کے تعلق کے پیش نظر ایک دوسرے سے الگ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ فرد اور معاشرہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ معاشرہ کی ترقی افراد معاشرہ کی تنظیم اور مشترک جدوجہد پر منحصر ہے۔ درج ذیل نکات سے معاشرہ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

1. معاشی ضروریات کی فراہمی

ہر فرد کی چند بنیادی ضروریات زندگی ہیں۔ ان میں خوراک، لباس، رہائش، علاج معالجہ ہیں۔ ہر فرد انفرادی طور پر ان بنیادی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ ان ضروریات کے لیے اسے معاشرے کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ گویا معاشرہ اس کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2. سہولیات کی فراہمی

افراد کو معاشرہ سے اور بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ معاشرہ میں اسے تعلیم، علاج، آمدورفت، صفائی، حفظانِ صحت اور عدل و انصاف جیسی سہولیات بھی ملتی ہیں۔ ان سہولیات کی بناء پر افراد کو پرسکون اور آرام دہ زندگی میسر آتی ہے اور فرد اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق ترقی کی طرف گامزن رہتے ہیں۔

3. تحفظ زندگی

ہر جاندار میں فطری طور پر اپنی زندگی کے تحفظ کا جذبہ پایا جاتا ہے لیکن کوئی بھی

==

جاندار تنہا اپنی زندگی کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ انسان کو اپنی زندگی میں بے شمار خطرات، مصائب اور قدرتی آفات مثلاً موسم کی سختیوں، سیلابوں، وباؤں، زلزلوں، بیماریوں اور وحشی جانوروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا فرد اپنی جان کے تحفظ کے لیے معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ مل کر زندگی گزارتا ہے۔ معاشرے کے دیگر افراد کا تعاون اور اتحاد فرد کی زندگی کے تحفظ کا ضامن ہے۔ فرد کو یہ اتحاد معاشرے کی بدولت ہی ملتا ہے۔

4. بچے کی نگہداشت وحفاظت

انسانی بچے کے لیے معاشرہ بے حد ضروری ہے، کیونکہ انسانی بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو بہت کمزور اور نازک ہوتا ہے۔ اسے خوراک کے لیے موسمی سختیوں، خطرات اور بیماریوں سے بچانے کے لیے اپنے والدین کی شفقت، محبت اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچے کے ماں باپ ہی خاندان تشکیل دیتے ہیں اور خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی اور ضرورت ہے۔ پس انسانی بچے کی نگہداشت وحفاظت کی ذمہ داری معاشرہ ہی پوری کرتا ہے۔ اگر معاشرہ بچے کی ضروریات نہ پوری کرے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

5. انسانی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا

ہر فرد کے اندر بہت سی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ ان کی ترقی اور جلا، تعلیم حاصل کرنے سے اور مناسب معاشرتی ماحول ملنے سے ہوتی ہیں۔ فرد کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی ترقی اور نشوونما کے لیے معاشرہ ازحد ضروری ہے۔

6. تہذیبی وثقافتی اقدار کا تحفظ

تہذیبی وثقافتی اقدار کا تحفظ معاشرے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ معاشرہ ہی ہے جو ہر دور میں تہذیبی وثقافتی اقدار کی حفاظت کرتا ہے اور آنے والی نسلوں میں فکر وعمل اور وحدت کے جذبات ابھارتا ہے۔

7. فراغت کے لمحات

معاشرہ فرد کو فراغت کے لمحات مہیا کرتا ہے۔ اگر معاشرے کا وجود نہ ہوتا تو ہر فرد کو

سارا وقت کام کرنا پڑتا اور اُسے اپنا سارا وقت صرف خوراک کے حصول کے لیے اور دوسری ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے صرف کرنا پڑتا اور اُسے فرصت کے لمحات میسر ہی نہ آتے۔ معاشرہ کی بدولت فرد کو فرصت کے لمحات میسر آتے ہیں۔ فرد اپنے فارغ وقت میں آرام بھی کرتا ہے اور مختلف کھیلوں' مشاغل اور آرٹ و ثقافت کی سرگرمیوں میں حصہ بھی لیتا ہے۔ اس طرح معاشرہ فرد کو تفریحی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اگر انسان کو فراغت کے یہ لمحات میسر نہ آتے تو اس کی صلاحیتیں اُجاگر نہ ہو سکتیں۔

8. بین الاقوامیت کا جذبہ پیدا کرنا

سائنسی ایجادات کی وجہ سے دنیا سمٹ کر ایک معاشرہ بن چکی ہے' اس لیے اب معاشرہ کو پوری بنی نوع انسان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

9. زبان سیکھنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بولنے کی طاقت عطا کی ہے تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے اور اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ اپنا لوہا منوا سکے لیکن بولنے کی نشوونما معاشرہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ معاشرے کے افراد اسے بولنا سکھاتے ہیں۔ اس کی قوت گویائی کی نشوونما میں مدد دیتے ہیں۔

10. بلاامتیاز ترقی کے مواقع

معاشرہ تمام افراد کو بلاامتیاز رنگ' نسل' خاندان اور جنس وغیرہ سب کو ترقی کے مواقع دیتا ہے' کیونکہ اگر سب کو ان کی ذہنی اور جسمانی ترقی کے مطابق مواقع نہ ملیں تو معاشرہ عدم استحکام کا شکار ہو جائے۔ گویا معاشرہ ہمیں مساوات مہیا کرتا ہے۔

سوال 6: قوم اور قومیت کی تعریف کریں۔ نیز قوم اور قومیت میں فرق کی وضاحت کریں۔

جواب: قوم (Nation)

- قوم کو انگریزی زبان میں (Nation) نیشن کہا جاتا ہے۔ لفظ نیشن (Nation)

لاطینی زبان کے لفظ نیشو (Natio) سے اخذ کیا گیا ہے۔ لاطینی لفظ نیشو (Natio) کے معنی پیدائش یا نسل کے ہیں۔

لغوی اعتبار سے قوم سے مراد

لغوی اعتبار سے قوم سے مراد ایک ایسا گروہ ہے جس کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو اور پیدائش کی بنیاد پر خونی رشتے نے ان کو متحد کر دیا ہو۔

علم شہریت میں قوم سے مراد

علم شہریت میں قوم سے مراد افراد کا ایک ایسا گروہ ہے جو آزاد اور خود مختار ریاست قائم کرے یا متحد ہو کر آزادی کے لیے جدوجہد کر رہا ہو۔

قوم کی چند تعریفیں

1. لارڈ برائس کے مطابق

"قوم ایک ایسا گروہ ہے جس میں جذبۂ قومیت پایا جائے جن کی اپنی سیاسی تنظیم ہو اور وہ آزاد ہوں یا آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔"

2. گلکرائسٹ کے نظریہ کے مطابق

"قوم ریاست اور قومیت کے مجموعہ کا نام ہے۔"

3. گارنر (Garnar) کا خیال ہے کہ

"قوم افراد کا وہ منظم گروہ ہے جو مشترکہ رہائش رکھتا ہو اور جس کے مشترکہ مفادات مشترکہ جدوجہد اور اشتراک عمل کے آئینہ دار ہوں۔

4. ہیئز (Hayes) نے لکھا ہے کہ

"جب کسی قوم میں اتحاد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ آزادی حاصل کر لیتی ہے تو وہ قوم بن جاتی ہے۔

---

5. ڈاکٹر عبداللہ (Dr. Abdullah)

''قوم انسانوں کی ایسی جماعت ہے جس میں روحانی اور نفسیاتی بنیادوں پر ایک طرح سوچنے کی زیادہ سے زیادہ صورتیں موجود ہوں اور اس کے افراد ارادی اور غیر ارادی طور پر اپنی وحدت کا شعور رکھتے ہوں۔''

قومیت (Nationality)

قومیت ایک جذبہ یا احساس ہے جو لوگوں کو متحد کرنے کا باعث بنتا ہے۔ یہ جذبہ یا احساس مشترک مذہب' نسل' زبان' رہائش' تمدن اور سیاسی مقاصد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً پاکستان مشترک مذہب اور افکار و نظریات کی بنا پر وجود میں آیا' جب افراد میں جذبہ اشتراک پیدا ہو جائے تو وہ باہم متحد اور یک جہت ہو جاتے ہیں۔ وہ خود کو الگ معاشرہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو ہم اسے قومیت کہتے ہیں۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قومیت ایک ایسا گروہ ہے جن میں کئی خصوصیات مشترک ہوتی ہیں۔ قومیت ایسا سیاسی نظریہ اور رویہ ہے جس کے تحت کوئی قوم آزادی اور خود مختاری کے لیے جدوجہد کرتی ہے۔

قومیت کی چند تعریفیں

1. لارڈ برائس کے بقول

''قومیت ایک جذبہ ہے جو مشترک نسل' زبان' مذہب' مفادات اور تاریخی روایات کی بنا پر لوگوں کو متحد کردے۔ یہ اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے جب ان میں سے چند یا تمام عناصر موجود ہوں۔''

2. جے ایس۔ مل کے مطابق

''قومیت کا اطلاق لوگوں کے ایسے گروہ پر ہوتا ہے جس میں ایک دوسرے کے لیے

ہمدردی اور اخوت کے جذبات کارفرما ہوں جن کی بناء پر ان میں باہمی اشتراک موجود ہو۔"

3. گلکرائسٹ (Gilchrist) کے خیال میں

"قومیت ایک روحانی جذبہ ہے جو ان افراد میں جنم لیتا ہے جو عام طور پر ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہوں ایک ہی علاقے میں رہتے ہوں۔ مشترکہ زبان' مذہب' تاریخ' روایات اور سیاسی مقاصد و اتحاد کے متعلق یکساں نظریات کے حامل ہوں۔"

4. گارنر (Garnar) کے مطابق

"افراد میں قومیت کی خصوصیات اس وقت جنم لیتی ہیں جب ان میں بعض رشتوں میں منسلک ہونے کا شعور پیدا ہو جاتا ہے اور اسی شعور کی بنیاد پر وہ خود کو ایک الگ معاشرتی وحدت تصور کرتے ہیں۔"

قوم اور قومیت میں فرق کی وضاحت

قوم اور قومیت میں فرق کی وضاحت درج ذیل سطور میں کی گئی ہے

1. قومیت ایک جذبہ ہے' ایک احساس ہے جب کہ قوم افراد کا ایک گروہ ہے جو جذبہ قومیت کی بنا پر اکٹھا ہوتا ہے۔
2. قومیت کسی قوم کی اندرونی حالت ہے جس کا اظہار قوم کی صورت میں ہوتا ہے۔ یعنی قومیت کا اظہار قوم ہے۔
3. قومیت قوم کی بنیاد ہے اس کے بغیر قوم معرض وجود میں نہیں آ سکتی جب کہ قوم قومیت کی عمارت ہے۔
4. قومیت کسی گروہ میں بھی ہو سکتی ہے۔ چاہے وہ آزاد ہو یا غلام ہو لیکن قوم میں جذبہ اشتراک ہوتا ہے اور وہ آزاد ہوتی ہے یا آزادی کے لیے جدوجہد کر رہی ہوتی ہے۔
5. قومیت بعض مشترکہ خصوصیات کی بنا پر پیدا ہونے والا جذبہ یا احساس ہے جب یہ جذبہ سیاسی طور پر افراد کو منظم کر دیتا ہے تو یہ قوم کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

سوال 7: قومیت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کن عناصر کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: **قومیت کا جذبہ اور عناصر**

کسی فرد میں کوئی جذبہ یا احساس خود بخود پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے پس پردہ کچھ عوامل ہوتے ہیں۔ قومیت کا احساس یا جذبہ پیدا کرنے والے چند اہم عوامل نسل' زبان' مذہب' رہائش' تہذیب وتمدن' مقاصد و مفادات وغیرہ ہیں لیکن یہ تمام عوامل حتمی نہیں ہیں۔ قومیت میں ان میں کسی ایک عنصر یا کئی عناصر کی کمی ہو سکتی ہے۔ چند اہم عناصر درج ذیل ہیں:

1. مشترکہ نسل

مشترکہ نسل کی بنیاد پر جذبہ قومیت پیدا ہو سکتا ہے' کیونکہ نسل اور خونی رشتہ کی بناء پر افراد میں اتحاد و محبت ہو سکتا ہے۔ مثلاً جرمن قوم نے جرمنی اور فرانسیسی قوم نے فرانس قائم کیا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ نسل قومیت کا جذبہ پیدا کرنے میں ضرور کامیاب ہو۔ مثلاً مسلمان مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ایک مذہب کی وجہ سے ان میں قومیت کا جذبہ ہے۔

2. مشترکہ سکونت

کسی جگہ پر بہت سے لوگوں کا کافی عرصہ تک اکٹھے رہنا ان میں جذبہ قومیت پیدا کر سکتا ہے لیکن یہ ضروری عنصر نہیں ہے۔ مسلمان اور ہندو کئی سال تک اکٹھے رہے لیکن ان میں جذبہ قومیت پیدا نہیں ہو سکا لیکن انڈونیشیا کئی جزیروں پر مشتمل ہے۔ مگر ان میں جذبہ قومیت موجود ہے۔ یہودی کئی سال دنیا میں منتشر تھے لیکن ان میں جذبہ قومیت ہے۔ اسی طرح امریکی ایک قوم ہے جو اکٹھے رہنے سے اب ایک قوم بن چکی ہے۔

3. مشترکہ مذہب

زمانہ قدیم میں مذہب ایک بہت بڑی قوت تھی جو لوگوں کو متحد کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی تھی۔ مذہب لوگوں میں رنگ' نسل' زبان اور ثقافت کے فرق کو ختم کر دیتا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں بھی مذہب اتحاد کی بہت بڑی قوت ہے۔ اسلام کی بنیاد پر پاکستان

حاصل کیا گیا۔ اسلام لانے والے لوگ ایک قوم ہیں۔ حالانکہ وہ رنگ و نسل کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ مسلمان کافی عرصہ تک ہندوستان میں رہے لیکن مذہب کی وجہ سے الگ قوم کی حیثیت سے رہے۔ قومیت کا اہم عنصر مذہب بھی ہے۔

4. مشترکہ زبان

زبان بھی قومیت کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے' کیونکہ زبان کی وجہ سے افراد کے نظریات خیالات و افکار ایک ہو جاتے ہیں جو ان میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے ممالک میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ان میں جذبہ قومیت ہے۔ مثلاً ہندوستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ان میں جذبہ قومیت ہے۔ فرانسیسی قوم میں جذبہ قومیت زبان اور ثقافت کی وجہ سے ہے۔ عرب ممالک میں عربی نے ان میں قومیت پیدا کر دی ہے۔

5. مشترکہ مفادات

بعض اوقات لوگ مشترکہ مفادات کی خاطر متحد ہو جاتے ہیں اور عرصہ دراز تک اکٹھے ہونے کی وجہ سے ان میں جذبہ قومیت پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً 1707ء میں برطانیہ اور سکاٹ لینڈ کے لوگوں میں مشترکہ مفادات کی خاطر جذبہ قومیت پیدا ہو گیا تھا۔ چین میں اشتراکیت کی بنا پر جذبہ قومیت پیدا ہو گیا ہے۔

6. مشترکہ ثقافت

کسی معاشرہ کے فنون لطیفہ' مصوری' سنگ تراشی' فن تعمیر' لباس' خوراک اور ان کا رہن سہن ان کی ثقافت ہوتا ہے۔ افراد کو متحد کرنے کا عنصر مشترک ثقافتی ورثہ بھی ہوتا ہے۔ ہر معاشرہ اپنے ثقافتی ورثہ کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے نئی نسل کو منتقل بھی کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ان میں اتحاد و تعاون پیدا ہو جاتا ہے اور یہ تعاون ان میں جذبہ قومیت اور قوم پیدا کر دیتا ہے۔ مشترکہ ثقافت زبان کے ساتھ مل کر افراد میں زیادہ وحدت پیدا کرتے ہیں' کیونکہ انسان ہی میں مشترکہ ورثہ یا ثقافت ہوتی ہے۔ زبان دراصل ثقافتی ورثہ کا تحفظ

کرتی ہے افراد کا ادب زبان میں ہی محفوظ ہوتا ہے۔

7. مشترکہ مقاصد

بعض اوقات ایک علاقے میں رہتے ہوئے لوگوں کے مشترکہ سیاسی، معاشی، دفاعی مقاصد پیدا ہو جاتے ہیں۔ لوگ ان مقاصد کے حصول کے لیے مشترکہ کوشش کرتے ہیں۔ اس مشترکہ جدوجہد کی بنا پر ان میں جذبہ قومیت پیدا ہو جاتا ہے اور وہ آزادی کے لیے جدوجہد شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان میں رہنے والے مسلمان مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے متحد ہو گئے اور پاکستان قائم کر کے دم لیا۔ اس طرح چینی عوام نے سوشلزم کی خاطر وحدت پیدا کی اور قوم بن گئی۔ امریکی، کشمیری اور فلسطینی سیاسی مقاصد کے لیے ایک قوم بن چکے ہیں۔

سوال 8: اُمت اسلامیہ سے کیا مراد ہے؟ اُمت اسلامیہ کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

جواب:

اُمت اسلامیہ

لغوی معنی

لغت کی رو سے اس لفظ کے معنی "بڑا گروہ، جماعت اور طریقہ" کے ہیں۔

اصطلاحی معنی

اصطلاحی طور پر اُمت کے معنی ہیں "کسی پیغمبر کی جماعت اور اس پر ایمان لانے والا گروہ" ہیں۔

اسلام کا تصورِ اُمت

اسلام کا تصورِ اُمت (ملت) مغرب کے تصورِ قومیت کے بالکل اُلٹ ہے۔ اُمت اسلامیہ کی بنیاد رنگ و نسل، علاقائی حدود یا زبان کی بجائے اعلیٰ ترین انسانی اصولوں، محبت رواداری، اُخوت، ایثار، برداشت، قربانی، ہمدردی اور مساوات پر رکھی گئی ہے۔ توحید و رسالت کو ماننے والا ہر شخص ملت اسلامیہ کا فرد ہے اور اس سلسلے میں قوم، وطن اور رنگ و نسل، قبیلے اور خاندان کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

"لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔
پھر تمہیں گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان
سکو۔ در حقیقت تم میں اللہ کے ہاں بہتر وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار
ہے۔"

اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری
خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"یاد رکھو! تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا
کیے گئے تھے' اس لیے کسی عربی کو عجمی پر' کسی عجمی کو عربی پر' گورے کو
کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں۔ فضیلت کا دارومدار
صرف تقویٰ پر ہے۔"

اُمت اسلامیہ کی اہم خصوصیات

ملت اسلامیہ کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1. توحید

ملت اسلامیہ کی اہم خصوصیات اس کا توحید پرست ہونا ہے۔ ملت اسلامیہ کے ارکان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور وہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی کائنات کا مالک و مختار ہے۔

2. رسالت

ملت اسلامیہ کے ارکان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں اور اُن کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔

3. مساوات

اُمت اسلامیہ میں مساوات پائی جاتی ہے۔ اس میں رنگ' نسل' زبان' وطن' قوم اور

قبیلے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں۔ ملت اسلامیہ کے تمام ارکان برابر ہیں۔ فضیلت اور برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

4. عدل وانصاف

ملت اسلامیہ کے ارکان عدل وانصاف پر پورا یقین رکھتے ہیں اور آپس میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

5. اخلاق اور پرہیزگاری

اُمت اسلامیہ اسلام کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر عمل کرتی ہے۔ ان میں اخلاق، پرہیزگاری، محبت اور ایثار وغیرہ شامل ہیں۔

6. حصول علم

ملت اسلامیہ کے ہر فرد پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تعلیم حاصل کرنا فرض ہے تاکہ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان سکے۔ تعلیمات اسلامی سے مستفید ہو سکے، کائنات کی تسخیر کر سکے اور خود اپنے آپ کو پہچان سکے۔

7. تعصب

ملت اسلامیہ میں تعصب کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس میں نفرت نہیں ہے۔ رنگ زبان اور نسل کی وجہ سے امتیاز نہیں۔

8. اتحاد

تمام اُمت ایک خدا ایک رسول ﷺ اور ایک قرآن پر متفق ہے۔ ان میں قرآن اور احادیث ہیں جن پر عمل کر کے وہ متحد ہوتے ہیں۔ وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔

9. عالمگیر برادری

اسلام میں تمام انسانوں کو حضرت آدمؑ کی اولاد کی حیثیت سے برابر کا درجہ حاصل

ہے۔ کوئی بھی شخص خواہ عربی ہو یا عجمی عامی ہو یا خواص گورا ہو یا کالا' جغرافیائی طور پر کسی بھی خطہ زمین سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ اسلام کو بحیثیت ایک عقیدے اور نظریے کے قبول کرے تو اسے ملت اسلامیہ کے رکن کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت بلال حبشیؓ کا تعلق افریقی حبشی نسل سے تھا لیکن وہ اس عقیدے پر ایمان لائے تو ملت اسلامیہ کے ایک معزز رکن بن گئے لیکن ابوجہل قریشی اور رسول اللہ ﷺ کا رشتہ دار ہونے کے باوجود ملت اسلامیہ سے خارج ہوگیا اور دشمن اسلام اقرار پایا کہ وہ اس عقیدے پر ایمان نہ لایا۔

ملت اسلامیہ کو عالمگیر حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی معاشرہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی روشنی میں ترتیب پاتا ہے۔ یہ کسی کے بنائے ہوئے قوانین' حد بندیوں پر قائم نہیں ہے۔ خانہ کعبہ ان کا مرکز ہے۔ مسلمان چاہے جہاں بھی ہو ایک جماعت کا ہی رکن ہے۔

10. نصب العین

ملت اسلامیہ کا ایک نصب العین ہے کہ وہ نیکی کا پرچار کریں گے اور برائی کو ہر صورت روکیں گے۔ نیکی پھیلانا ثواب ہے اور برائی کرنا گناہ اور مسلمان کو گناہ سے منع کیا گیا ہے۔ نیکی کا پھیلاؤ اور برائی کی روک تھام ہی معاشرے کے لیے استحکام' امن اور خوشحالی کا پیغام ہے' اس لیے فرمایا گیا ہے۔

> "تم بہترین اُمت ہو' تمہیں لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا
> کیا گیا ہے تم بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو۔"

سوال: پروفیسر میک آئیور نے خاندان کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: خاندان کی تعریف

خاندان ایک ایسا گروہ ہے جو جنسی رشتہ کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ یہ رشتہ بچوں کی پیدائش اور تربیت کے لیے ضروری ہے۔

سوال: فرد سے کیا مراد ہے؟

جواب: فرد معاشرہ کی اکائی ہے۔ بہت افراد مل کر خاندان، برادری، معاشرہ، قوم اور ملت بناتے ہیں۔

ریاست میں رہنے پر انسان کو فرد کہا جاتا ہے۔ قدیم دور میں فرد کو شہری کہا جاتا تھا لیکن آج کل ان افراد کو شہری کہا جاتا ہے جنہیں سیاسی، معاشرتی اور معاشی حقوق حاصل ہوں۔

سوال: معاشرہ بچے کی نگہداشت و حفاظت کیسے کرتا ہے؟

جواب: بچے کی نگہداشت

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ بہت کمزور اور بے بس ہوتا ہے۔ اس کی نگہداشت اور پرورش کی تمام تر ذمہ داری اس کے والدین پر ہوتی ہے۔ اس کے ماں باپ اسے خوراک، لباس مہیا کرتے ہیں۔ اسے مختلف بیماریوں، خطرات، حالات سے بچاتے ہیں۔ اسے آواز والی زبان دیتے ہیں۔ بچے کو والدین اور معاشرہ کے دیگر لوگ مختلف قدرتی آفات و مصائب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ فرد کی زندگی کی بقا معاشرہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

سوال: لارڈ برائس کی پیش کردہ قوم کی تعریف بیان کیجیے۔

جواب: قوم کی تعریف

قوم افراد کا ایسا گروہ ہے جس میں جذبہ قومیت پایا جائے جن کی اپنی سیاسی تنظیم ہو اور وہ آزاد ہوں یا آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

سوال: جے ایس مل کے مطابق قومیت کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے؟

جواب: **قومیت کا اطلاق**

قومیت کا اطلاق لوگوں کے ایسے گروہ پر ہوتا ہے جس میں ایک دوسرے کے لیے ہمدردی اور اخوت کے جذبات کارفرما ہوں جن کی بنا پر ان میں باہمی اشتراک موجود ہو۔

سوال: ہمارے نبی کریمؐ نے خطبہ حج الوداع کے موقع پر کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: **خطبہ حج الوداع**

آپؐ نے خطبہ حج الوداع کے موقع پر فرمایا:

یاد رکھو! سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے تھے اس لیے کسی عربی کو عجمی پر کسی عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں۔ فضیلت کا دارومدار صرف تقویٰ پر ہے۔

سوال: قرآن پاک میں انسان کی پیدائش کا ذکر کن الفاظ میں ہوا ہے؟

جواب: **انسان کی پیدائش**

انسان کی پیدائش کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں گروہ اور قبائل میں تقسیم کر دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ درحقیقت تم میں اللہ کے یہاں بہتر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔"

سوال: جان۔ایف سوبر نے معاشرہ کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: **معاشرہ کی تعریف**

معاشرہ تعلقات کا ایسا نظام ہے جس میں فرد اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

سوال: خاندان کیسے وجود میں آتا ہے؟

جواب: جب ایک فرد اور ایک عورت اپنی باہمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شادی کرتے ہیں تو خاندان کی بنیاد بنتی ہے۔ بچے خاندان کو مضبوط کرتے ہیں۔ اسلام کے مطابق

حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ نے دُنیا میں پہلے خاندان کی بنیاد رکھی۔ خاندان سب سے پہلا اور بنیادی ادارہ ہے۔

سوال: معاشی ضروریات کی تکمیل میں خاندان کا کیا کردار ہے؟

جواب: معاشی ضروریات اور خاندان

خاندان جہاں بچوں کو زندگی کا تحفظ دیتا ہے۔ وہاں اس کی معاشی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ ابتداء میں تو خاندان ہر لحاظ سے معاشی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پھر بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خاندان اس سے تعاون حاصل کر لیتا ہے۔ پورا خاندان مل کر ایک دوسرے کی معاشی ضروریات پورا کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں تو جب تک بچہ کوئی روزگار حاصل نہیں کرتا۔ اس وقت تک اس کی معاشی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ چاہے اس کی عمر کتنی ہی ہو جائے۔

[illegible]

1. ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. خاندان کی وسیع شکل کو کیا کہا جاتا ہے؟

(الف) ملک (ب) براعظم
(ج) قوم (د) کمیونٹی

ii. معاشرہ گروہ کی اکائی ہے:

(الف) فرد (ب) معاشرہ
(ج) ملت (د) برادری

iii. معاشرہ سے مراد ہے:

(الف) سرگرمیاں (ب) ساتھیوں کا مجموعہ
(ج) رسم و رواج (د) قدامت پسندی

iv. "قوم ریاست اور قومیت کے مجموعہ کا نام ہے۔" قوم کی یہ تعریف کس مفکر نے پیش کی؟

(الف) لارڈ برائس (ب) جے۔ایس۔مل

(ج) ارسطو (د) گلکرائسٹ

v. 1947ء میں مسلمانوں نے پاکستان بنا کر کس ملک کے تسلط سے آزادی حاصل کی؟

(الف) فرانس (ب) بھارت

(ج) برطانیہ (د) امریکہ

vi. امت اسلامیہ کی بنیاد ہیں:

(الف) مشترکہ سیاسی مقاصد (ب) اعلیٰ ترین انسانی اُصول

(ج) ثقافتی اقدار (د) علوم وفنون

vii. افراد کا ایسا گروہ جس میں جذبہ قومیت پایا جائے' کہلاتا ہے:

(الف) قوم (ب) دیہی کمیونٹی

(ج) شہری کمیونٹی (د) قبیلہ

viii. پاکستان کی اساس ہے:

(الف) دولت (ب) سیاسی نظام

(ج) اسلام (د) وطن پرستی

ix. اللہ تعالیٰ کے پہلے پیغمبر کا نام کیا ہے؟

(الف) حضرت نوحؑ (ب) حضرت ابراہیمؑ

(ج) حضرت یعقوبؑ (د) حضرت آدمؑ

x. جذبہ قومیت کو ابھارتا ہے:

(الف) مشترکہ مذہب (ب) عالمگیر انقلاب

(ج) فکر معاش (د) دوقومی نظریہ

[illegible]

i.	کمیونٹی	ii.	فرد	iii.	ساتھیوں کا مجموعہ

.iv	گلکرائسٹ	.v	برطانیہ	.vi	اعلیٰ ترین انسانی اُصول
.vii	قوم	.viii	اسلام	.ix	حضرت آدمؑ
.x	مشترکہ مذہب				

مشقی سوالات ۔۔۔ انشائیہ طرز

سوال 1: خاندان کی تعریف کریں اور اس کی اہمیت و فرائض بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2: معاشرہ سے کیا مراد ہے؟ نیز معاشرہ کی خصوصیات لکھیں۔

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

سوال 3: اُمت اسلامیہ کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: سوال نمبر 8 دیکھئے۔

سوال 4: علم شہریت اور اخلاقیات کا آپس میں تعلق بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 5 دیکھئے۔

سوال 5: قومیت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے کن عناصر کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: سوال نمبر 7 دیکھئے۔

سوال 6: فرد اور معاشرہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اس بیان کی روشنی میں معاشرے کی اہمیت اُجاگر کریں۔

جواب: سوال نمبر 5 دیکھئے۔

سوال 7: کمیونٹی کی تعریف کریں۔ نیز اس کی اقسام بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔

3

ریاست

سبق کے اہم موضوعات

- ریاست، ریاست کی تعریف
- ریاست کے لازمی عناصر
- اسلامی ریاست
- اسلامی ریاست کے فرائض
- ذرائع ابلاغ
- فلاحی ریاست میں ذرائع ابلاغ کا کردار

WWW.WORLDSTUDYPOINT.COM

ریاست
(State)

سوال 1: ریاست کا مفہوم بیان کریں۔

جواب: ریاست کا مفہوم

انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے وہ تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ فرد کی بے شمار ضروریاتِ زندگی معاشرہ پوری کرتا ہے' اس لیے وہ معاشرے میں رہنے پر مجبور ہے۔ معاشرے کو منظم کرنے اور اسے اعتدال میں رکھنے کے لیے قوانین بنائے جاتے ہیں تاکہ افرادِ معاشرہ پر سکون' پر امن اور بہتر زندگی بسر کر سکیں اور یہ قوانین بنانے کے لیے معاشرتی زندگی میں جس تنظیم اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے وہ تنظیم اور طاقت ریاست کہلاتی ہے۔ سیاسی مفکرین کے مطابق ریاست کے چار عناصر ہیں۔ یعنی علاقہ' آبادی' حکومت اور اقتدارِ اعلیٰ۔ ان چاروں عناصر کے ملنے سے ریاست تشکیل پاتی ہے۔ پس ریاست سے مراد کسی علاقہ میں مخصوص گروہ کا آباد ہونا' ان کا سیاسی طور پر منظم ہونا اور ان کا اندرونی اور بیرونی طور پر آزاد ہونا ہے۔

سوال 2: ریاست کی تعریف کریں اور اس کے لازمی عناصر کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: ریاست کی تعریف

مختلف سیاسی مفکرین نے ریاست کی مختلف انداز میں تعریف کی ہے:

1. ارسطو (Aristotle)

"ریاست خاندانوں اور دیہاتوں کا ایک مجموعہ ہے جس کا مقصد ایک مکمل اور خود کفیل زندگی کی تعمیر کرنا ہے۔"

2. برجیس (Burgess)

"ریاست بنی نوع انسان کا ایسا گروہ ہے جسے منظم وحدت کے اعتبار سے پہچانا جاتا ہو۔"

3. وڈرو ولسن (Woodrowilson) (ایک سابق امریکی صدر)

"کسی مخصوص علاقے میں قانون کی خاطر لوگوں کے اشتراک کا نام ریاست ہے۔"

4. گلکرائسٹ (Gilchrist)

"ریاست ایک اخلاقی حقیقت ہے جو اس وقت قائم ہوتی ہے جب عوام کی خاصی تعداد ایک مخصوص علاقے میں آباد ہو جائے اور وہ ایک ایسی حکومت کے تحت متحد ہو جائیں جو بیرونی دباؤ سے آزاد ہو یعنی جس کا اپنا اقتدار اعلیٰ ہو۔"

5. پروفیسر ڈاکٹر گارنر (Prof. Garner)

پروفیسر ڈاکٹر گارنر نے ریاست کی نہایت ہی جامع تعریف کی ہے "ریاست متعدد افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو مستقل طور پر ایک خاص علاقے پر قابض ہوں جو بیرونی دباؤ سے آزاد ہوں اور ان کی اپنی ایک منظم حکومت ہو جس کی اطاعت تمام افراد پر لازم ہو۔"

ریاست کے لازمی عناصر

(Essential Elements of State)

ریاست کی تعریفات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ریاست مندرجہ ذیل چار عناصر سے وجود میں آتی ہے:

1. آبادی (Population)

ریاست کا سب سے پہلا عنصر انسانی آبادی ہے۔ ریاست کے وجود کے لیے افراد کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ کسی ریاست میں افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو کسی میں کم۔ چین، بھارت اور امریکہ کثیر آبادی والی بڑی ریاستیں ہیں جب کہ مناکو (Monaco) اور ویٹی کن سٹی (Vatican City) جیسی ریاستوں کی آبادی صرف چند

ہزار نفوس ہے۔ افلاطون کے نزدیک ایک مثالی ریاست کی آبادی 5040 افراد ہونی چاہیے جب کہ ایک فرانسیسی مفکر روسو نے مثالی ریاست کے لیے دس ہزار کی تعداد مقرر کی ہے۔ ارسطو نے ریاست کی آبادی کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی۔ اس کے مطابق ایک اعلیٰ ریاست کی آبادی اتنی ضرور ہونی چاہیے کہ وہ خود کفیل ہو سکے اور اتنی کم بھی ہونی چاہیے کہ ایک مثالی نظام حکومت تشکیل دیا جا سکے۔ موجودہ دور میں دنیا میں ہر طرح کی ریاستیں موجود ہیں اور ہم نظری یا عملی لحاظ سے ریاست کی آبادی کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آبادی اتنی ہونی چاہیے کہ یہ ملکی وسائل اور علاقے کے مطابق ہو اور وہ آبادی اپنے وسائل سے حکومت کے اخراجات کا بوجھ اٹھا سکتی ہو۔ پھر آبادی اتنی زیادہ بھی نہیں ہونی چاہیے کہ اسے ایک مرکزی نظام کے تحت رکھنا ناممکن ہو اور نہ اس قدر کم اور وسائل کے لحاظ سے کمزور ہو کہ اپنی آزادی اور جداگانہ حیثیت کو ہی قائم نہ رکھ سکے۔

2. علاقہ (Territory)

ریاست کے وجود میں آنے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ انسانی آبادی مستقل طور پر ایک مقررہ خطہ زمین میں قیام رکھتی ہو۔ چنانچہ خانہ بدوش قبیلے جو گھوم پھر کر زندگی بسر کرتے ہیں اور جن کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہوتا' انہیں ایک جداگانہ اور الگ ریاست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایک ریاست کا کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ رقبہ کتنا ہونا چاہیے اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ کسی کی طاقت اور خوشحالی کا دارومدار بڑی حد تک اس کے رقبہ پر ہوتا ہے۔ بھارت' چین اور امریکہ بڑی ریاستیں ہیں۔ ان کے پاس طاقت زیادہ ہے لیکن اس سے یہ بھی مراد نہیں لیا جا سکتا کہ ہر چھوٹی ریاست ہر صورت میں کمزور ہی ہوتی ہے۔ مثلاً انگلستان کا رقبہ بہت کم ہے لیکن اس کے باوجود دیگر بہت سی بڑی ریاستوں سے طاقتور ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ صرف حدود کی وسعت کی بناء پر کوئی ریاست طاقتور نہیں بن سکتی بلکہ اس ضمن میں دوسرے بہت سے عوامل بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً جغرافیائی محل وقوع' سمندری حدود' قدرتی وسائل اور آب و ہوا وغیرہ۔

3. حکومت (Government)

ریاست کے وجود میں آنے کا تیسرا اہم عنصر حکومت ہے۔ حکومت کے بغیر ریاست کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی امن و امان قائم رکھا جا سکتا ہے۔ ریاست اپنی مرضی اور منشا، کا اظہار حکومت کے ذریعے کرتی ہے۔ حکومت ہی وہ مشینری ہے جو ریاست کا کاروبار چلاتی ہے۔ یہ صرف چند افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے تین بڑے شعبے ہیں۔ مقننہ انتظامیہ اور عدلیہ۔ مقننہ قانون بناتی ہے' انتظامیہ قوانین پر عمل درآمد کرواتی ہے' عدلیہ قوانین کی تشریح اور عدل وانصاف کرتی ہے۔

4. اقتدارِاعلیٰ (Sovereignity)

ریاست کا چوتھا بنیادی عنصر اقتدارِ اعلیٰ ہے اور اقتدارِ اعلیٰ کی وجہ سے ہی ریاست کے تمام افراد اور اداروں کو اس کی حاکمیت اور برتری کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اقتدارِ اعلیٰ کی وجہ سے ہی ریاست دوسرے تمام اداروں پر برتری رکھتی ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ ریاست کا برتر اور اعلیٰ اختیار ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کی حامل مرکزی حکومت ہوتی ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کی وجہ سے ریاست خود مختار اور اندرونی و بیرونی طور پر آزاد ہوتی ہے۔ مثلاً امریکہ 50 ریاستوں پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ریاست کے پاس آبادی' علاقہ اور حکومت تو ہے لیکن اس کے باوجود ہم ان کو ریاست نہیں کہہ سکتے' کیونکہ ان کے پاس اقتدارِ اعلیٰ نہیں ہے۔ امریکہ میں اقتدارِ اعلیٰ کی حامل صرف وفاقی ریاست ہے جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ (.U.S.A) کہلاتی ہے۔ لہٰذا اس سے واضح ہوا کہ ریاست کے چار لازمی عناصر میں سے کسی ایک کی عدم موجودگی میں ریاست کا وجود ناممکن ہے۔

سوال 3: اسلامی ریاست سے مراد کون سی ریاست ہے؟ نیز اسلامی ریاست کے فرائض تحریر کریں۔

جواب: **اسلامی ریاست (Islamic State)**

اسلامی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جہاں مسلمان حاکم ہو اور اپنے

اختیارات اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر استعمال کرتا ہو۔ وہ خود اسلامی قوانین پر عمل کرتا ہو اور دوسروں کو بھی ان کا پابند کرتا ہو۔ ملک کا دستور قرآن وسنت کے عین مطابق ہو۔ مسلمان اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہوں۔ اسلامی ریاست میں تمام طاقتوں کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلامی ریاست کے بنیادی اصول توحید' مساوات' اخلاق وتقویٰ' حصول علم اور عدل وانصاف ہیں۔

اسلامی ریاست کے فرائض

اسلامی ریاست عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ ان کے سیاسی' معاشرتی' معاشی اور دیگر مسائل کے حل کے لیے پوری ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ ایک اسلامی ریاست اس سلسلے میں جو فرائض ادا کرتی ہے' وہ درج ذیل ہیں

1. اسلامی قوانین کا نفاذ

اسلامی ریاست کا سربراہ اللہ تعالیٰ کا نائب اور عوام کا خادم ہوتا ہے۔ وہ ملک میں کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کرتا جو قرآن وسنت پر مبنی نہ ہو۔ وہ خود اسلامی قوانین کا پابند ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پابند کرتا ہے۔ وہ حکومت کے معاملات چلانے کے لیے مجلس شوریٰ سے مشورہ کرتا ہے۔ وہ ظلم اور ناانصافی سے بچتا ہے اور ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی حمایت کرتا ہے۔

2. عدل وانصاف کا قیام

اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے اندر رہنے والوں کو انصاف مہیا کرے۔ اس کے لیے عدلیہ ہوتی ہے جو حکومت' انتظامیہ سے الگ ہوتی ہے۔ عدلیہ کا سربراہ خدا کو جواب دہ ہوتا ہے اور وہ اسلامی قوانین کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ عدلیہ کے سامنے سربراہ حکومت اور حکومت کے تمام نمائندے جواب دہ ہوتے ہیں۔ ان کو بھی سزا دی جاتی ہے۔

3. بنیادی ضروریات کی تکمیل

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو بنیادی ضروریات مہیا کرے۔ ان

میں روٹی کپڑا اور مکان بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ خلفائے راشدین رات دن لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی ریاست میں جانور کو بھی بھوکا نہیں رہنے دیتے تھے۔

4. سہولیات کی فراہمی

بنیادی ضروریات کے علاوہ بھی زندگی گزارنے کے لیے سہولیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ذرائع ابلاغ، ذرائع آمدورفت، بجلی پانی وغیرہ شامل ہیں۔ اسلام میں تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کے لیے تعلیمی ادارے اور سہولیات مہیا کرے۔

5. دولت کی منصفانہ تقسیم

اسلامی ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ دولت کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے عوام کو معاشرتی تحفظ فراہم کرے تاکہ غربت، مفلسی اور محتاجی کا خاتمہ ہو سکے۔ مثلاً حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کا دورِ خلافت ایک بہترین اور مثالی زمانہ تھا۔ آپؓ کے دور میں اسلامی سلطنت میں غربت اور مفلسی کا خاتمہ ہو گیا تھا اور ہر فرد خوشحال اور باعزت زندگی بسر کر رہا تھا۔

6. مساوات کا قیام

اسلامی ریاست میں رنگ، نسل، زبان، معرکہ، جنس اور دیگر امتیاز کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ عجمی کو عربی اور عربی کو عجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ اسلام میں غلام اور آقا کا فرق نہیں ہے۔ سب کو ایک جیسے حقوق میسر ہوتے ہیں۔ مساوات سے یہ بھی مراد ہے کہ ہر فرد کو اس کی لیاقت کے مطابق کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

7. اجتماعی ترقی

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ انفرادی ترقی کے ساتھ ساتھ اجتماعی ترقی پر بھی

توجہ دے۔ وہ ملک میں ایسے قوانین رائج کرے کہ ملک میں صنعت، تجارت، زراعت ترقی کریں۔ اس سے ملک مجموعی طور پر ترقی کرے گا جس کا فائدہ عوام کو ہوگا۔

8. حکومت الٰہیہ کا قیام

ریاست کا فرض ہے کہ وہ اسلامی ریاست میں حکومت الٰہیہ کا قیام عمل میں لائے۔ لوگوں کو برے کاموں سے روکے اور نیکی کا حکم دے۔ لوگوں میں محبت، پیار، بھائی چارہ، ہمدردی کے جذبات پیدا کرے تاکہ لوگ امن سے زندگی گزار سکیں۔

9. اظہار رائے کی آزادی

اسلامی ریاست میں ہر فرد کو تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کرنے کی پوری آزادی ہوتی ہے۔ اگر ریاست کا سربراہ بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف کام کرے تو ہر فرد اس پر تنقید کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اصلاحی تنقید سے حکومت اپنی خامیاں دور کرتی ہے اور عوام کی دلچسپی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ مکمل طور پر آزاد ہوتے ہیں۔ تاہم دین کے خلاف تنقید ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ خلافت میں لوگوں سے یہ خطاب فرمایا تھا کہ "لوگو! اگر میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی کام کروں تو میری پیروی نہ کرنا بلکہ مجھے میرے منصب سے ہٹا دینا۔ اسی طرح خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں لوگوں نے آپؓ پر بلا روک ٹوک اور بلا خوف و خطر تنقید کی جس کو آپؓ نے بڑے تحمل اور خندہ پیشانی سے سنا اور لوگوں کی مفید آراء پر عمل کیا۔

10. امن وامان اور دفاعی انتظام

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ ملک کے اندر امن وامان قائم کرے اور ملک کی سرحدوں کو بھی محفوظ بنائے۔ وہ ملک کا دفاعی نظام اس طرح کرے کہ کوئی دشمن مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس کے لیے فوج اور اس کے لیے دفاعی سامان ہونا ضروری ہے۔

11. خارجہ پالیسی

آج کی دُنیا میں کوئی ملک دوسرے سے الگ نہیں رہ سکتا۔ انہیں ایک دوسرے سے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کو دوسرے اسلامی ممالک سے رابطہ اور تعلقات رکھنا بھی ضروری ہیں اس لیے انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق خارجہ پالیسی مرتب کرنا ہوگی۔

سوال 4: ذرائع ابلاغ کون کون سے ہیں؟ ان کے فوائد بیان کیجیے۔ (یا) ذرائع ابلاغ کے معاشرے میں کردار پر روشنی ڈالیے۔

جواب: ذرائع ابلاغ

جو ذرائع ابلاغ افراد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اثر انداز ہو رہے ہیں درج ذیل ہیں:

i. اخبارات ii. رسائل iii. ریڈیو

iv. ٹیلی ویژن v. کمپیوٹر

ذرائع ابلاغ کے فوائد/کردار

1. مسائل سے آگاہی

یہ ذرائع ابلاغ اپنے اپنے انداز سے عوام کے مسائل جانتے ہیں اور ان کو اپنے ذرائع سے حکومت تک پہنچاتے ہیں۔ حکومت انتظامیہ کے ذریعے ان کا جائزہ لیتی ہے اور حل تلاش کرتی ہے۔

2. نظریات کی تشکیل

ذرائع ابلاغ نظریات کی تشکیل میں بھی بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ لیڈروں اور سکالر لوگوں کے نظریات پر بحث کرتے ہیں۔ اس بحث کے ذریعے انہیں ایک نظریہ پر لاتے ہیں۔ پھر اس پر عمل درآمد کے لیے عوام اور حکومت کو تیار کیا جاتا ہے۔

3. رائے عامہ کو متاثر کرنا

ذرائع ابلاغ کا کردار اس لحاظ سے بڑا اہم ہے کہ یہ رائے عامہ کو فوری طور پر متاثر کرتے ہیں اور رائے عامہ کا مثبت انداز میں متاثر ہونا فلاحی ریاست کے لیے بہت اچھی بات ہے۔ اخبارات' ریڈیو' ٹیلی ویژن' مختلف رسائل اور کمپیوٹر کے ذریعے عوام تک بہت سی معلومات' نظریات اور خبریں وغیرہ فوراً پہنچ جاتی ہیں۔ ان سے ہر فرد متاثر ہوتا ہے۔ اس طرح سے یہ تمام ذرائع اپنے اپنے انداز میں مختلف طریقوں سے رائے عامہ کو متاثر کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

4. قومی یکجہتی و اتحاد پیدا کرنا

ذرائع ابلاغ اگر مثبت انداز سے لوگوں کو خبریں اور معلومات دیتے ہیں تو رائے عامہ ترقی کرتی ہے جس سے عوام میں اتحاد اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے لاتعداد کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

5. حقوق و فرائض سے آگاہی

ذرائع ابلاغ عوام میں سیاسی شعور پیدا کرتے ہیں۔ یہ عوام کو مختلف سیاسی پارٹیوں اور اداروں سے آگاہ کرتے ہیں۔ ان میں حصہ لینے کے طریقے بتاتے ہیں۔ یہ الیکشن' حکومت سازی اور مقننہ سے لوگوں کو آگاہ کر کے ان کے حقوق و فرائض بتاتے ہیں۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: پانچ ذرائع ابلاغ کے نام تحریر کیجیے۔

جواب:

i.	اخبارات	ii.	رسائل
iii.	ریڈیو	iv.	ٹیلی ویژن
v.	کمپیوٹر	vi.	فلم/ڈرامے

سوال: اسلامی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی ریاست

اسلامی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جہاں مسلمان حاکم اپنے اختیارات اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر استعمال کرتا ہو۔ وہ خود اسلامی قوانین پر عمل کرتا ہو اور دوسروں کو بھی ان کا پابند کرتا ہوں۔ ملک کا دستور قرآن وسنت کے عین مطابق ہو۔ مسلمان اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہوں۔

سوال: حکومت میں عدلیہ کا کیا کردار ہے؟

جواب: عدلیہ کا کردار

ریاست میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے عدلیہ قائم کی جاتی ہے۔ عدلیہ انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہوتی ہے تاکہ وہ صحیح فیصلے کر سکے۔ عدلیہ مقننہ کے وضع کردہ قوانین کا تحفظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے پر سزا دیتی ہے۔ یہ قوانین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونے چاہییے۔ عدلیہ اگر انصاف نہ کرے تو ریاست میں امن و امان قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ملک میں جرائم بڑھ جاتے ہیں۔ عوام کی زندگی محفوظ نہیں رہتی جس سے حکومت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

سوال: پروفیسر ڈاکٹر گارنر کی ریاست کی تعریف بیان کیجیے۔

جواب: **ریاست کی تعریف**

''ریاست متعدد افراد کا مجموعہ ہے جو مستقل طور پر ایک خاص علاقے پر قابض ہوں جو بیرونی دباؤ سے آزاد ہوں اور ان کی اپنی ایک منظم حکومت ہو جس کی اطاعت تمام افراد پر لازم ہو۔''

سوال: آج کل کے دور میں ریاست کی آبادی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: **ریاست کی آبادی**

ریاست میں آبادی کا مقرر کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن ہر ریاست کی اتنی آبادی ہونا ضروری ہے کہ وہ خود کفیل ہو اور اپنی تنظیم برقرار رکھ سکتی ہو۔ اس کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ آبادی کی اہم ضروریات پوری ہو سکیں۔ بڑی ریاستیں کافی حد تک کامیاب ہیں۔ مثلاً امریکہ، بھارت، چین وغیرہ۔

سوال: ذرائع ابلاغ میں کمپیوٹر کا کیا کردار ہے؟

جواب: **کمپیوٹر کا کردار**

آج کے دور میں کمپیوٹر ایک اہم اور نیا ذریعہ ابلاغ ہے۔ اس سے ہم خبریں اور رپورٹیں حاصل کرتے ہیں۔ نئی نئی ایجادات اور معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ دوسرے ممالک سے عوام کے تعلقات بہتر ہو رہے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے باہمی ملاقات آسان ہو گئی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے لین دین اور کاروبار ہو رہے ہیں۔ آن لائن رقوم حاصل کی جا سکتی ہیں۔

مختلف خبروں اور معلومات کے ذریعے رائے عامہ بنائی جا رہی ہے یہ معلومات غلط بھی ہو سکتی ہیں جن سے معاشرہ میں منفی اثرات مرتب بھی ہو سکتے ہیں۔

سوال: ذرائع ابلاغ نظریات کی تشکیل کیسے کرتے ہیں؟

جواب: **نظریات کی تشکیل**

مختلف اخبارات، رسائل، ٹیلی ویژن، فلم اور اشتہارات کے ذریعے عوام کے سامنے

ایک نظریہ رکھا جاتا ہے۔ اس پر بحث ہوتی ہے۔ لوگ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ جس سے نظریہ کی پختگی یا کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔ لوگوں کو نظریات اپنانے کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ غلط دلائل دے کر لوگوں کو غلط نظریات بھی دے دیتے ہیں۔ نظریات غلط ہوں یا درست ذرائع ابلاغ ان کو عوام تک پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔

سوال: اقتدار اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اقتدار اعلیٰ

گارنر کے مطابق اقتدار اعلیٰ کی تعریف یہ ہے

"اقتدار اعلیٰ ریاست کا وہ عنصر ہے جس کی بناء پر ریاست آزاد ہو جاتی ہے اور کسی ادارے کی اس پر پابندی نہیں رہتی اور نہ ہی اسے ان کی فرمانبرداری کی ضرورت رہتی ہے۔

[illegible]

1. ہر سوال کے چار جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. افلاطون کے مطابق مثالی ریاست کی آبادی کتنی ہونی چاہیے؟

(الف) 4,040 (ب) 5,040

(ج) 6,040 (د) 7,040

ii. آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے:

(الف) چین (ب) بھارت

(ج) امریکہ (د) برطانیہ

iii. حکومت کتنے اداروں پر مشتمل ہوتی ہے؟

(الف) پانچ (ب) چار

(ج) تین (د) دو

iv. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس شہر میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی؟

(الف) جدہ (ب) مکہ مکرمہ

(ج) ریاض (د) مدینہ منورہ

v. ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر ہیں:

(الف) ذرائع نقل وحمل (ب) ذرائع آمدورفت

(ج) ذرائع ابلاغ (د) ذرائع مواصلات

vi. "کسی مخصوص علاقے میں قانون کی خاطر لوگوں کے اشتراک کا نام ریاست ہے"
ریاست کی یہ تعریف کس مشہور مفکر نے کی ہے؟

(الف) پروفیسر ڈاکٹر گارنر (ب) برجیس

(ج) گلکرائسٹ (د) وڈرو ولسن

vii. ریاست کتنے عناصر سے مل کر تشکیل پاتی ہے؟

(الف) چار (ب) پانچ

(ج) چھے (د) سات

viii. مشہور مفکر روسو کا کس ملک سے تعلق ہے؟

(الف) یونان (ب) فرانس

(ج) جاپان (د) چین

ix. مسلمانوں کے پہلے خلیفہ کا نام کیا ہے؟

(الف) حضرت ابوبکر صدیقؓ (ب) حضرت عمرؓ

(ج) حضرت عثمانؓ (د) حضرت علیؓ

x. چین کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(الف) سترہ لاکھ مربع میل (ب) ستائیس لاکھ مربع میل

(ج) سینتیس لاکھ مربع میل (د) سنتالیس لاکھ مربع میل

WWW.WORLDSTUDYPOINT.COM

جوابات

1. کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

i.	5040 افراد	ii.	چین	iii.	تین
iv.	مدینہ منورہ	v.	ذرائع ابلاغ	vi.	وڈرو ولسن
vii.	چار	viii.	یونان	ix.	حضرت ابوبکر صدیقؓ
x.	سینتیس لاکھ مربع میل				

مشقی سوالات ـ ـ ـ انشائیہ طرز

سوال 1: ریاست کی تعریف کریں اور اس کے لازمی عناصر کی تفصیل بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2: اسلامی ریاست کے فرائض تحریر کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 3: ذرائع ابلاغ کون کون سے ہیں؟

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

سوال 4: ذرائع ابلاغ کے معاشرے میں کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

......☆......

4

حکومت

سبق کے اہم موضوعات

- حکومت: تعریف اور اہمیت
- مقننہ: تنظیم اور فرائض
- انتظامیہ: تنظیم کے فرائض
- عدلیہ: تنظیم کے فرائض
- اقسام حکومت، جمہوریت کی تعریف، جمہوریت کی خوبیاں اور خامیاں
- آمریت کی تعریف، آمریت کی خوبیاں اور خامیاں
- اچھا نظام حکومت اور فلاحی ریاست
- اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا کردار اور فرائض

حکومت

(Government)

سوال 1: حکومت کی تعریف کیجیے اور اس کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: **حکومت**

حکومت وہ مشینری ہے جو ریاست میں آبادی کے لیے ایک نظام بناتی ہے اور اسے چلاتی ہے۔ عوام ان کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ دراصل یہ ریاست کی ایجنٹ ہے۔ اس میں بہت سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس کے تین شعبے اہم ہیں:

الف۔ مقننہ   ب۔ انتظامیہ

ج۔ عدلیہ

حکومت حالات اور قوانین کے تحت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

حکومت کی اہمیت

1. حکومت ریاست کا تیسرا اہم اور لازمی عنصر ہے۔
2. حکومت کے ذریعے ریاست کا کاروبار چلتا ہے۔
3. حکومت قانون سازی کے ذریعے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور قانون کا نفاذ کرتی ہے۔
4. ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ کا استعمال حکومت کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔
5. حکومت کے ذریعے لوگوں کی فلاح و بہبود کے منصوبے بنتے ہیں اور پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔
6. حکومت کے بغیر ریاست بدنظمی اور انتشار کا شکار ہو جاتی ہے۔

7. حکومت لوگوں کے مشترکہ مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔
8. حکومت ریاست کے جسم میں دماغ کی حیثیت رکھتی ہے۔
9. حکومت کے ذریعے سے معاشرہ میں امن برقرار رہتا ہے۔
10. حکومت کے بغیر ملک کا تحفظ اور استحکام ممکن نہیں۔

سوال 2: مقننہ سے کیا مراد ہے؟ نیز مقننہ کی تنظیم کی وضاحت کیجیے۔

جواب: مقننہ (Legislature)

مقننہ حکومت کا ایک اہم شعبہ ہے۔ مقننہ ملک کے لیے قوانین مرتب کرتی ہے۔ مقننہ میں عوام کے نمائندے ہوتے ہیں یہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر ملک میں مقننہ کے نمائندوں کی تعداد مقرر ہوتی ہے یہ عموماً کسی ملک کی آبادی کے لحاظ سے مقرر کی جاتی ہے۔

مقننہ کی تنظیم
(Organization of Legislature)

1. ممبران کی تعداد

عام طور پر ملک کے دستور کے مطابق مقننہ کے ارکان کی تعداد مقرر ہوتی ہے۔ تعداد مقرر کرتے وقت عام طور پر زندگی کے مختلف شعبوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے تاکہ تمام قسم کے لوگوں کی نمائندگی ہو۔ عام طور پر عورتوں کے لیے مخصوص نشستیں ہوتی ہیں۔

2. نمائندگی کا اصول

موجودہ دور میں مختلف ممالک میں عوامی نمائندگی کے اُصول کو اپنایا جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ملک میں آبادی کے لحاظ سے حلقے بنائے جاتے ہیں۔ ہر حلقے میں امیدواروں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ ووٹ لینے والا ممبر بن جاتا ہے۔

3. مدت

ہر ملک میں دستور کے مطابق مقننہ کی مدت مقرر کی جاتی ہے۔ یہ عام طور پر پانچ یا

چار سال ہے۔ مقننہ کی مدت اتنی ہو کہ ممبران قانون سازی کر سکیں۔

4. طریقہ انتخاب

مختلف ممالک میں طریقہ انتخاب کے کئی طریقے ہیں۔ جن میں زیادہ اہم درج ذیل ہیں:

الف۔ بلاواسطہ انتخاب ب۔ بالواسطہ انتخاب

ج۔ متناسب نمائندگی کا طریقہ

سوال 3: مقننہ کے فرائض واضح کریں۔

جواب: مقننہ کے فرائض

(Functions of Legislature)

مقننہ درج ذیل فرائض سرانجام دیتی ہے:

1. قانون سازی کے فرائض

مقننہ کا بنیادی کام قانون سازی ہے۔ قانون سازی کے لیے گہرے غور و فکر اور سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون کی ہر شق کو بڑی دور اندیشی اور احتیاط سے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقننہ کا بیشتر وقت قانون سازی میں صرف ہوتا ہے۔ مجلس قانون ساز کے ارکان کو عوام اپنے ووٹوں سے منتخب کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بڑی ذمہ داری کے ساتھ عوام کی خواہشات کے مطابق قانون بنانے کا کام کرتے ہیں۔ مقننہ ملک کے لیے ضرورت کے مطابق نئے قوانین بناتی ہے اور پرانے قوانین میں حالات اور ضروریات کے مطابق ترمیم بھی کرتی ہے۔

2. مالیاتی فرائض

کاروبار حکومت چلانے اور نظم و نسق قائم کرنے کے لیے انتظامیہ کو روپے (رقم) کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقننہ کو چونکہ ملک کے مالیات پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے' اس لیے انتظامیہ کو

رقم کی منظوری مقننہ سے حاصل کرنا پڑتی ہے۔ مقننہ کی منظوری کے بغیر نہ تو کوئی رقم خرچ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی ٹیکس وصول کیا جاسکتا ہے۔ انتظامیہ سال بھر کے ذرائع آمدنی اور اخراجات کے تخمینے (بجٹ) کو حتمی شکل دے کر منظوری کے لیے مقننہ کے سامنے پیش کرتی ہے۔ مقننہ پورے غور وفکر اور ضروری تبدیلیاں کرنے کے بعد بجٹ منظور کرتی ہے۔

3. انتظامی فرائض

جن ممالک میں جمہوریت ہے وہاں مقننہ کو کچھ اہم انتظامی فرائض کے سرانجام دینے کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں کابینہ مجموعی طور پر مقننہ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور کابینہ کی تشکیل مقننہ کے ارکان ہی سے کی جاتی ہے۔ صدارتی طرزِ حکومت میں صدر مملکت معاہدات (Treaties) کرتے وقت، اعلیٰ وفاقی عہدوں پر تقرریاں کرتے وقت یا اعلان جنگ کرنے سے قبل مقننہ کا اعتماد حاصل کرتا ہے۔ امریکہ جہاں صدارتی نظام رائج ہے وہاں صدر اس طرح کے تمام معاملات میں مقننہ کے ایوانِ بالا (سینٹ Senate) سے لازمی طور پر منظوری حاصل کرتا ہے۔

4. عدالتی فرائض

مقننہ کو کچھ عدالتی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ امریکہ میں کانگرس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ صدر، نائب صدر اور وفاقی عدلیہ کے ججوں کا مؤاخذہ کرے۔ اسی طرح برطانیہ میں دارالامراء ملک کی سب سے بڑی عدالت بھی ہے۔ اس کے ممبر ملک کی سب سے بڑی اور آخری عدالت کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

5. دستور میں ترمیم کے فرائض

مقننہ کو آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ مقننہ یہ ترمیم دونوں ایوانوں کی دوتہائی اکثریت سے کرسکتی ہے۔ مقننہ صرف اُن ممالک کے آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار رکھتی ہے جن کے آئین تحریری ہیں۔

6. عوامی شکایات کا ازالہ کرنا

جمہوری ریاستوں میں مقننہ عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اپنے علاقے کی عوامی شکایات کو حکومت کے نوٹس میں لاتی ہے اور ان کا مناسب ازالہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مقننہ کے ارکان اجلاس میں ہر بات کہنے کی مکمل آزادی رکھتے ہیں۔ وہ عوامی شکایات کو مختلف طریقوں' مثلاً تحریک التواء' قراردادوں اور سوالات کے ذریعے ایوان میں پیش کرتے ہیں۔ ان مسائل پر بحث ہوتی ہے اور اہم اور فوری حل طلب مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔

7. مشاورتی فرائض

مقننہ کے لوگ ایوان میں نہ صرف بحث کرتے ہیں بلکہ مختلف کمیٹیوں کے ذریعے مشاورتی فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں۔ نئے قوانین ان کے مشورے کی وجہ سے بنائے جاتے ہیں۔

8. تحقیقاتی فرائض

مقننہ اہم مسائل پر مختلف نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں اور کمشن بنا کر تحقیقات کرواسکتی ہے۔

سوال 4: انتظامیہ سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کے فرائض بیان کریں۔

جواب: انتظامیہ (Executive)

انتظامیہ حکومت کا دوسرا اہم شعبہ ہے جس کا کام نہ صرف مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرنا ہے بلکہ حکومت کے تیسرے اہم شعبے ''عدلیہ'' کے فیصلوں کو بھی عملی جامہ پہنانا ہے۔ انتظامیہ ایک وسیع شعبہ ہے۔ اس میں ایک چپراسی سے لے کر وزیراعظم اور صدر مملکت تک حکومت کے تمام افراد شامل ہوتے ہیں لیکن حقیقی معنوں میں یہ صرف انتظامیہ کے اعلیٰ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ پارلیمانی طرز حکومت میں سربراہ مملکت' وزیراعظم اور اس کی کابینہ کے ارکان کو انتظامیہ کہا جاتا ہے اور صدارتی طرز حکومت میں صدر اور اس کے وزراء

انتظامیہ کہلاتے ہیں۔

انتظامیہ کے فرائض (Functions of Executive)

موجودہ جمہوری ریاستوں میں انتظامیہ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین نافذ کرنے کے علاوہ دیگر فرائض بھی سرانجام دیتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1. ملکی نظم و نسق چلانا

انتظامیہ مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ریاست کے نظم و نسق کو چلاتی ہے۔ انتظامیہ کا سب سے اہم فرض ملکی دفاع کا انتظام کرنا اور ملک میں امن و امان قائم کرنا ہے۔ اس کے لیے مسلح افواج اور محکمہ پولیس کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

2. قانون سازی کے فرائض

جمہوری حکومتوں میں کابینہ کو مقننہ کی مکمل حمایت حاصل ہوتی ہے۔ ملک کے آئین کی رو سے انتظامیہ کا سربراہ اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ وہ مقننہ کا اجلاس بلائے، اسے برخاست کرے یا مقننہ کو توڑ دے جب مقننہ کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو انتظامیہ کا سربراہ عارضی طور پر آرڈیننس Ordinance جاری کر سکتا ہے۔ صدارتی طرز حکومت میں صدر کو مقننہ کے منظور کیے ہوئے بل میں ترمیم کرنے یا اسے رد کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔ صدر کے اس حق کو "حق استرداد" (Veto Power) کہا جاتا ہے۔

3. عدالتی فرائض

انتظامیہ کو چند عدالتی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ سربراہ مملکت کو ججوں کی تقرری کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ سزا معاف کرنے، سزا میں کمی کرنے کے اختیارات بھی رکھتا ہے۔ سربراہ مملکت کو اس بات کا بھی اختیار ہوتا ہے کہ وہ عدلیہ کی دی ہوئی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دے۔

4. مالیاتی فرائض

جدید جمہوری ریاستوں میں ہر سال سالانہ بجٹ کی منظوری دینا مقننہ کا کام ہے۔ انتظامیہ کی وزارتِ مال سالانہ بجٹ تیار کر کے مقننہ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔ مقننہ سے بجٹ کی منظوری کے بعد انتظامیہ پورا سال اس بجٹ کے مطابق ملک کا مالی نظام چلاتی ہے۔

5. امورِ خارجہ کے فرائض

ملک کی خارجہ پالیسی کو درست انداز میں تشکیل دینا اور بیرونی ممالک سے خوشگوار تعلقات قائم کرنا اور اُن کو فروغ دینا انتظامیہ کا فرض ہے۔ وزارتِ خارجہ کا محکمہ جو کہ انتظامیہ کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ بیرونی ممالک سے معاہدات کرتا ہے اور ملکی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی معاملات میں موزوں پالیسی بناتا ہے۔

6. فلاحِ عامہ کے فرائض

موجودہ دور فلاحی ریاست کا دور ہے اس لیے ہر انتظامیہ کوشش کرتی ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے کام کرے۔ مثلاً تعلیمی ادارے ہسپتال یتیم خانے اور دیگر ادارے کھولنا اور اس کے علاوہ لوگوں کی معاشی حالت بہتر بنانا' لوگوں کو بہتر سہولیات دینا' عوام کو بنیادی حقوق دینا' زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا کرنا' یہ سب کام انتظامیہ ہی کرتی ہے۔

سوال 5: عدلیہ سے کیا مراد ہے؟ عدلیہ کون کون سے فرائض سرانجام دیتی ہے؟

جواب: عدلیہ (Judiciary)

عدلیہ کے لفظی معنی عدالت اور انصاف کے ہیں۔ عدلیہ شہریوں کو قانون کے مطابق انصاف مہیا کرتی ہے۔ یہ حکومت کا تیسرا اہم شعبہ ہے۔ عدلیہ عوام کی آزادی اور حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔ عدل و انصاف کا حاصل کرنا انسان کی فطری خواہش اور اہم ضرورت ہے۔ اسلام میں بھی عدلیہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے اسلامی

ریاست میں عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا تھا۔ اسلامی ریاست کا سربراہ بھی قاضی (Judge) کے طلب کرنے پر ایک عام شہری کی طرح عدالت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک مہذب اور جمہوری ملک میں عدلیہ ہمیشہ آزاد اور خود مختار ہوتی ہے۔ ایک آزاد اور با اختیار عدلیہ شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضامن اور محافظ ہوتی ہے۔ ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ (Supreme Court) کہلاتی ہے۔ سپریم کورٹ ملک کے پورے عدالتی نظام کو اپنی زیر نگرانی چلاتی ہے۔ اس کے ماتحت صوبوں کی بڑی عدالتیں ہائی کورٹس (High Courts) کہلاتی ہے۔ سپریم کورٹ ملک کے پورے عدالتی نظام کو اپنی زیر نگرانی چلاتی ہے۔ اس کے ماتحت صوبوں کی بڑی عدالتیں ہائی کورٹس (High Courts) کہلاتی ہیں۔ ضلعی اور مقامی عدالتیں ہائی کورٹ کی زیر نگرانی کام کرتی ہیں۔

عدلیہ کے فرائض (Functions of Judiciary)

عدلیہ درج ذیل فرائض سرانجام دیتی ہے:

1. عدل وانصاف

عدلیہ کا سب سے اہم کام عدل وانصاف کی فراہمی ہے۔ عدالتی مقدمات کی چھان بین کرنے اور جائزہ لینے کے بعد قانون کی روشنی میں مجرموں کو سزا دیتی ہیں اور معصوم اور بے گناہ لوگوں کو بری کرتی ہیں۔ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں سننے کا اختیار اعلیٰ عدالتوں کو حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا اعلیٰ عدالتیں ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کا دوبارہ سے جائزہ لے کر اپنا آخری فیصلہ صادر کرتی ہیں۔ اگر عدلیہ پوری طرح آزاد ہو تو کوئی بھی حکومت ملک کے قانون کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرسکتی۔ ایک آزاد اور خود مختار عدلیہ لوگوں کو اُن کے بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم کرتی ہے۔

2. قانون کی تشریح

عدالت کا کام قانون کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرنا ہے لیکن بعض مقدمات کے

متعلق قوانین میں ابہام پایا جاتا ہے۔ اس وقت جج اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ دیتا ہے۔ اس طرح وہ قانون کی تشریح کرتا ہے جو آئندہ کے لیے قانون ہوتا ہے۔

3. آئین کی تشریح

جن ملکوں میں وفاقی طرز حکومت ہے اُن ممالک میں ملک کا آئین مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے اختیارات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اگر کبھی مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو سپریم کورٹ اس مسئلے کے حل کے لیے فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے جو کہ آخری اور حتمی فیصلہ ہوتا ہے۔

4. عدالتی نظر ثانی

ایسی ریاستیں جن کا دستور تحریری ہے ان ممالک کی سپریم کورٹ کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ مقننہ کے منظور کیے گئے قوانین پر نظر ثانی کرے اور ان کا از سر نو جائزہ لے۔ اگر مجلس قانون ساز نے کوئی ایسا قانون منظور کر دیا ہو جو ملک کے آئین کے خلاف ہو تو سپریم کورٹ اس قانون کا جائزہ لیتی ہے اور اگر وہ قانون واقعی ملک کے آئین کے خلاف ہو تو اسے منسوخ کر دیتی ہے۔ یہ عمل عدلیہ کی نظر ثانی (Judicial Review) کہلاتا ہے۔ امریکہ سمیت کئی اور ملکوں کی سپریم کورٹ یہ اختیار رکھتی ہے۔

5. مشاورتی فرائض

کئی ممالک میں ملک کی اعلیٰ عدالت مشاورت کا کام بھی دیتی ہے۔ اگر انتظامیہ کو کسی موقع پر مشورہ کی ضرورت ہو تو وہ سپریم کورٹ سے قانونی مشورہ کر لیتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ اس مشورہ کی پابند ہو لیکن حکومت عدلیہ کے مشورہ کو احترام کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے۔

6. احکام کا اجراء

عدالت (عدلیہ) مقدمات کے فیصلوں کے علاوہ کئی اور کام بھی سرانجام دیتی ہے۔

مثلاً عدالتی عملہ کا تقرر مختلف لائسنسوں کا اجراء لاوارث لوگوں کی جائیداد کا بندوبست اور اس کے علاوہ ایسے احکامات جاری کرنا جن سے غلط اقدام کو روکا جا سکے۔

سوال 6: جمہوریت کی تعریف کریں۔ نیز جمہوریت کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیں۔

جواب: جمہوریت (Democracy)

لفظی لحاظ سے جمہوریت کے معنی ہیں ''عوام کی حکومت'' جمہوریت کے لیے انگریزی میں ڈیموکریسی (Democracy) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ یونانی زبان کے دو الفاظ Demos اور Kratos سے اخذ کیا گیا ہے۔ Demos کا مطلب ہے ''عوام'' جب کہ Kratos کا مطلب ہے ''طاقت''۔ اس لحاظ سے جمہوریت کا مطلب ہے ''عوام کی طاقت''۔

جمہوریت کی چند مختلف تعریفیں

1. ابراہم لنکن (Abraham Lincoln)

ابراہم لنکن امریکہ کے صدر تھے۔ انہوں نے جمہوریت کی تعریف اس طرح کی ہے ''عوام کی حکومت، عوام کے لیے اور عوام کے ذریعے۔''

2. پروفیسر سیلے (Seeley) کے نزدیک

''جمہوریت ایک طرزِ حکومت ہے جس میں سب شریک ہوتے ہیں۔''

3. گیٹل (Gettell) کا کہنا ہے کہ

''جمہوریت ایسا نظامِ حکومت ہے جس کے تحت آبادی کا ایک بڑا حصہ اقتدارِ اعلیٰ کے اختیارات کے استعمال میں حصہ دار بننے کا حق رکھتا ہے۔''

4. لارڈ برائس (Lord Bryce)

''جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے جس میں شہریوں کے منتخب کردہ عوامی نمائندوں کی

اکثریت حکمران ہوتی ہے۔"

5. ہیروڈوٹس (Herodotus)

"ایسی طرزِ حکومت جس میں حاکمانہ اختیارات قانونی طور پر کسی ایک گروہ یا عوام کے کئی گروہوں کے پاس نہیں بلکہ مجموعی طور پر پورے معاشرے کو حاصل ہوتے ہیں۔"

6. ڈائسی (Dicey)

"جمہوریت ایک ایسی طرزِ حکومت ہوتی ہے جس میں حکمران طبقہ پوری قوم کا مقابلتاً ایک بڑا حصہ ہوتا ہے۔"

جمہوریت کی خوبیاں (Merits of Democracy)

1. انسانی وقار کی علامت

تاریخ ہمیں ایسے بے رحم، ظالم اور درندہ صفت حکمرانوں کے بارے میں بتاتی ہے جو انسانوں کو انسان نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُن کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک کرتے تھے لیکن جمہوری نظام نے انسان کو اپنی قسمت کا حاکم بنا دیا اور اسے یہ حق دیا کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے اپنی خواہش سے اپنی مرضی کے مطابق کرے۔ اچھے معاشرے کا قیام اور اس کی تکمیل جمہوریت کا مرہون منت ہے۔ جمہوریت نے انسان کو اپنے بنیادی حقوق سے آگاہی بخشی۔ آج جمہوریت کی بدولت کوئی بھی حکومت ظلم نہیں کر سکتی۔ اس طرح سے جمہوری نظام نے انسان کی عزت، شرف اور وقار کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

2. سیاسی آزادی کا حصول

جمہوریت ایک ایسا طرزِ حکومت ہے جس نے عوام کو اپنے حقوق و فرائض کے بارے میں شعور دیا ہے۔ اس طرزِ حکومت میں عوام یہ حق رکھتے ہیں کہ اگر حکمران کوئی غلط کام کر رہے ہوں تو وہ انہیں کسی مناسب و موزوں طریقے سے روک سکتے ہیں۔ حکومت پر جائز تنقید کر سکتے ہیں۔ اس طرح ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شہری یہ حق

بھی رکھتے ہیں کہ اگر وہ حکومت کے کاموں کو تسلی بخش نہ پائیں یعنی وہ یہ سمجھتے ہوں کہ حکومت کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے تو وہ آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے پر امن طریقے سے اس حکومت کو ختم کر سکتے ہیں اور اس کی جگہ نئی حکومت اور نئی قیادت لا سکتے ہیں۔

3. مساوات کی بحالی

جمہوریت میں ہر فرد کو اپنی اہلیت کے مطابق ترقی کے مساوی مواقع مہیا ہوتے ہیں۔ ہر شخص اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لیے عدالت میں جا سکتا ہے کیونکہ جمہوریت میں کسی شخص کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو قانونی طور پر نمایاں حیثیت و مرتبے اور کسی خاص امتیاز کا حق دار قرار دے۔ جمہوریت کی رو سے تمام شہری ایک جیسے یکساں سیاسی اور معاشرتی مرتبے کے حامل ہیں۔

4. عوام کی فلاح و بہبود

جمہوری طرز حکومت کا مقصد تمام شہریوں کو یکساں طور پر بنیادی سہولتوں کی فراہمی ہے۔ اس طرز حکومت میں عوامی فلاح و بہبود کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس میں ہر شہری کے پیش نظر پورے معاشرے کی خدمت ہوتی ہے اور وہ شب و روز ہمہ وقت اسی خدمت کے جذبے سے سرشار نہایت جوش و خروش سے کام کرتا ہے۔

5. معلمانہ نظام حکومت

جمہوریت میں ہر شہری کو چھوٹے بڑے ہر قسم کے سیاسی و معاشرتی معاملات پر گفتگو کرنے' بحث و مباحثہ کرنے اور فیصلہ کا موقع ملتا رہتا ہے جس سے ایک تو شہریوں کی سیاسی تربیت ہوتی رہتی ہے اور دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کی تعلیمی' ذہنی اور اخلاقی خصوصیات بھی اُجاگر ہوتی ہیں۔ اس طرح جمہوریت ایک معلم (اُستاد) کا کردار ادا کرتی ہے۔

6. مضبوط نظام حکومت

اس طرز حکومت میں چونکہ تمام شہری حکومت کے معاملات میں بھرپور شرکت کرتے

ہیں اور ملکی حالات اُن کے پیش نظر ہوتے ہیں لہٰذا اگر انہیں یہ محسوس ہو کہ اُن کے منتخب کردہ نمائندے اُن کے مفاد کا تحفظ نہیں کر رہے یا اُن کی مرضی کے خلاف کام کر رہے ہیں تو وہ آئندہ انتخابات میں ایسے نااہل نمائندوں کو مسترد کر دیں گے۔ اس لحاظ سے جمہوریت ایک مضبوط اور ذمہ دار طرزِ حکومت ہے۔

7. انقلابات سے ملک کی حفاظت

آمریت میں اگر شہری، حکومت کی کارکردگی سے مطمئن نہ ہوں یا حکومت کی پالیسی اُن کے مفادات کے خلاف ہو تو وہ کچھ نہیں کر سکتے، کیونکہ آئینی طور پر اُسے بدلنے کا حق نہیں رکھتے۔ لہٰذا بالآخر مجبور ہو کر وہ طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ منفی حربے استعمال کرتے ہیں اور غیر آئینی طریقے سے اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔ مگر جمہوری طرزِ حکومت میں وہ منفی انداز میں سوچنے کی بجائے انتخابات کے ذریعے حکومت تبدیل کر سکتے ہیں اور نئی قیادت لا سکتے ہیں۔ اس طرح ملک انقلابات سے محفوظ رہتا ہے۔

8. عوامی حکومت

عوامی حکومت میں اقتدارِ اعلیٰ عوام کے پاس ہوتا ہے۔ جمہوری حکومت میں عوامی مفادات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے، کیونکہ اس میں عوامی نمائندے ہی حکومت کرتے ہیں اور وہ عوامی فلاح و بہبود کا خیال رکھتے ہیں۔ عوام کے پاس عوامی نمائندوں کے احتساب کا حق ہوتا ہے اس لیے وہ عوامی خواہشات اور عوامی تقاضوں کا خیال رکھتے ہیں۔ جمہوریت میں لوگوں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ حکومت ان کی بنائی ہوئی ہے لہٰذا وہ اپنے فرائض کو احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔

9. امن پسند حکومت

جمہوری حکومت لوگوں کے بنیادی حقوق کی ضامن ہوتی ہے اور عوام خود اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ہر بات یا مشورہ میں عوام کی رائے لی جاتی ہے اس لیے حکومت میں انتشار

اور بدامنی پیدا نہیں ہوتی بلکہ ریاست میں امن و امان برقرار رہتا ہے' اسی لیے برٹرینڈ رسل نے کہا تھا کہ "جمہوری حکومت دوسری حکومت کی نسبت امن کو زیادہ پسند کرتی ہے۔"

10. حب الوطنی

جمہوری حکومت عوام کی حکومت ہوتی ہے۔ عوام اس میں پوری دلچسپی لیتے ہیں اس دلچسپی کی وجہ سے ان میں حب الوطنی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر لوگوں کو ملکی معاملات میں شریک نہ کیا جائے تو ان میں حب الوطنی کے جذبات کم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

11. قانون کی اطاعت

جمہوریت میں لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ یہ ہماری حکومت ہے' اس لیے وہ حکومت کے جاری کردہ احکامات کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

12. مشاورت

اس نظام میں مشاورت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ہر کام مشاورت سے سرانجام پاتا ہے۔ قانون سازی مشاورت سے ہوتی ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود اندرونی اور بیرونی معاملات مشاورت کے ذریعے ہوتے ہیں۔ مشاورت کے لیے مختلف پلیٹ فارم ہوتے ہیں۔

13. اخلاقی اقدار

جمہوریت عوام اور حکمرانوں کو انسان دوستی' شرافت' اخلاق اور محبت کا درس دیتی ہے' یہ منفی اقدار کو ختم کرتی ہے۔ اس طرح عوام کی سیاسی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت کا بھی بندوبست کرتی ہے۔ اس لیے اس حکومت کو پسند کیا جاتا ہے۔

جمہوریت کی خامیاں (Demerits of Democracy)

1. محض اکثریت کی حکومت

جمہوریت میں اکثریت کی حکومت ہوتی ہے۔ اس میں جاہل اور عالم' عقل منداور

بیوقوف' اہل اور نااہل کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا' اس لیے کہ اگر کسی مسئلہ پر زیادہ بیوقوف' جاہل اور نااہل افراد ایک طرف ہو جائیں تو اُن کی تجویز مان لی جاتی ہے اور عالم' عقل مند اور قابل لوگ منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ یہ سراسر زیادتی اور غلط طریقہ ہے' اسی لیے تو حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے جمہوریت کے بارے میں کہا ہے کہ:

''جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔''

لہٰذا ایسی اکثریت جس میں افراد کی قابلیت اور اہلیت کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے وہ اُن ملکی مسائل کو کیسے حل کر سکتی ہے جس کا مطالبہ ملک کے شہری کرتے ہیں۔

2. قابلیت کا فقدان

جمہوریت میں بہت سے نمائندے ایسے ہوتے ہیں جو کہ ان پڑھ' جاہل یا معمولی قابلیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ نمائندے جاہل لوگوں کے ووٹوں کی وجہ سے جیت کر جب اسمبلی میں جاتے ہیں تو ان کی بدولت ناقص اور معیار سے گرے ہوئے قوانین بنتے ہیں یا اگر ان لوگوں کو کسی محکمہ کا سربراہ بنا دیا جائے تو انہیں اپنے محکموں کے بارے میں معلومات نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے حکومت ناکام ہو جاتی ہے۔ اسی لیے تو سرہنری مین نے کہا ہے کہ

''جمہوریت نااہلوں کی حکومت ہوتی ہے۔''

پس یہ حکومت عقل و دانش کی نہیں بلکہ وقتی طور پر پیدا ہونے والے جذبات کی پیداوار ہوتی ہے۔

3. چالاک لوگوں کی حکومت

اس طرزِ حکومت میں چالاک اور عیار لوگ جن کو اقتدار کی ہوس ہوتی ہے۔ عام لوگوں سے جن کو کوئی سیاسی شعور اور سمجھ بوجھ نہیں ہوتی' ووٹ لے کر اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

4. اکثریت کی آمریت

جمہوریت میں اکثریت والی پارٹی حکومت بناتی ہے اور اکثریت کی بناء پر وہ سیاہ و سفید کی مالک بن جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے فیصلے کر دیتی ہے جن کو اقلیت قبول نہیں کرتی اور اختلاف کرتی ہے۔ اقلیت کے اس اختلاف کو غداری سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح اکثریت والی پارٹی اپنی مدت کے لیے آمر بن جاتی ہے۔

5. کمزور حکومت

سیاسی جماعتیں اور جمہوریت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے بغیر تو جمہوریت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ملک میں کئی سیاسی جماعتیں موجود ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر کبھی کوئی ایک پارٹی یا سیاسی جماعت بھی انتخابات میں نمایاں کامیابی نہ حاصل کر سکے تو پھر مخلوط حکومت بنائی جاتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ مخلوط حکومت ہمیشہ مسائل کا شکار رہتی ہے اور کمزور ثابت ہوتی ہے اور آئے دن حکومت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ پھر اگر کوئی ایک سیاسی جماعت نمایاں اکثریت حاصل کر کے کامیاب ہو جائے تو بھی حزب اختلاف کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح برسر اقتدار پارٹی کے ارکان کو اپنے ساتھ ملا لے اور حکومت کو تبدیل کر دیا جائے۔

6. ہنگامی حالت میں ناکام

اس طرز حکومت میں فیصلے جلدی جلدی نہیں ہو سکتے۔ جب کہ ہنگامی حالات میں تو بعض اوقات جلد سے جلد فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور فوری طور پر ٹھوس اقدامات کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ہنگامی حالت میں جمہوریت ناکام ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی فوری حل طلب مسئلہ درپیش ہو تو اس طرز حکومت میں فوری طور پر مسئلے کا حل تلاش کرنے کی بجائے پہلے مسئلے کو عوامی نمائندوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس پر بحث مباحثہ ہوتا ہے پھر اکثریت کے فیصلے کے مطابق اس پر عمل درآمد ہوتا ہے لیکن یہ سب طریقہ کار انتہائی سست رفتار ہے۔ بعض دفعہ تو

11. امراء کی حکومت

جمہوری نظام حکومت میں انتخابات کے ذریعے حکومت بنائی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں انتخابات پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں جو کہ غریب آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ان انتخابات میں صرف اور صرف امیر لوگ ہی منتخب ہوتے ہیں جو حکومت بناتے ہیں اس طرح جمہوری حکومت صرف امرا کی حکومت ہوتی ہے۔

12. مشکل طرزِ حکومت

جمہوریت کی کامیابی کے لیے عوام کا بلند شعور عوام کا تعلیم یافتہ ہونا معاشی حقوق، سیاسی شعور، ضبط نفس اور عوام میں ذمہ داری بہت ضروری ہیں لیکن عام طور پر یہ شرائط کسی ملک میں بھی پوری نہیں ہوتی ہیں، اس لیے وہاں جمہوریت ناکام ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں اس کی ناکامی یقینی ہے۔

سوال 7: آمریت کی تعریف کریں۔ اس کی خوبیاں اور خامیاں واضح کریں۔

جواب: آمریت کی تعریف

(Definition of Dictatorship)

آمریت کو انگریزی میں ڈکٹیٹر شپ (Dictatorship) کہا جاتا ہے۔ ڈکٹیٹر شپ کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ ڈکٹیٹر (Dictator) سے ماخوذ ہے۔ ڈکٹیٹر کے معنی ہیں ""مطلق العنان اختیارات کا مالک"" اس لحاظ سے آمریت سے مراد حکومت کا ایسا طریقہ یا طرز ہے جس میں حکومت کے تمام تر اختیارات ایک ہی شخص کے پاس ہوتے ہیں۔ یہ شخص آمر (Dictator) کہلاتا ہے۔ آمر عام طور پر فوجی طاقت کے ذریعے حکومت کا اقتدار حاصل کرتا ہے۔ آمر کا اقتدار پر قبضہ اُس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک فوج اُس کے ساتھ ہوتی ہے۔ آمر کسی سے مشورہ نہیں کرتا۔ اُس کی ہر بات قانون ہوتی ہے۔ وہ کسی بھی طرح کی مخالفت ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ہر جائز و ناجائز

ذریعہ بروئے کار لاتا ہے۔ اپنی دانست میں وہ اپنے آپ کو ملک کا نجات دلانے والا خیال کرتا ہے۔ آمر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ہمیشہ اُس کی تعریف میں نغمہ سرا ہوں۔ دورِ آمریت میں کسی شخص کو بھی مخالفانہ اظہار خیال کی اجازت نہیں ہوتی۔ آمر سیاہ وسفید کا مالک ہوتا ہے۔ ہر شخص اُس کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے لیکن کسی بھی شخص کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ آمر کی جواب طلبی کر سکے۔ آمریت میں تمام سیاسی پارٹیوں کو زبردستی ختم کر دیا جاتا ہے۔

آسٹن اپنے نظریہ قانون میں لکھتا ہے کہ ''آمر جو کچھ سوچتا ہے اور چاہتا ہے وہی قانون ہے۔''

آمریت کی خوبیاں (Merits of Dictatorship)

آمریت میں بہت سی خامیاں ہوتی ہیں لیکن آمریت میں چند خوبیاں بھی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. فوری فیصلے

آمریت میں جمہوری حکومت کی طرح لمبی لمبی بحثیں نہیں ہوتیں۔ کئی کئی دن تقریریں نہیں ہوتیں بلکہ چند منٹوں میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس سے وقت کا ضیاع نہیں ہوتا اور فیصلے جلد کیے جاتے ہیں۔ فیصلہ پر عمل درآمد بھی جلدی ہوتا ہے اس لیے کاموں میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً جنگ عظیم اوّل میں جرمنی کی تباہی کے بعد ہٹلر نے اسے قلیل مدت میں ہی صف اوّل میں لا کھڑا کر دیا تھا۔ لہٰذا ایک آمر حکومت ملک کے اُن افراد سے بھی زیادہ سے زیادہ کام لے سکتی ہے جو ملکی معاملات اور اُمور میں دلچسپی نہ رکھتے ہوں لیکن جمہوریت میں ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔

2. پالیسی میں تسلسل

آمریت میں آئے دن پالیسیاں بدلتی نہیں ہیں بلکہ ملکی استحکام اور فلاح و بہبود کے لیے بننے والے پروگراموں میں بھی کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے یہ طرز

حکومت مستحکم ہوتی ہے۔

3. تعمیر وترقی

آمریت میں ذمہ داری اور دیانتداری کے ساتھ کام ہوتا ہے۔ اس طرح بحیثیت مجموعی ساری قوم ترقی کے جذبے سے سرشار ہو کر کام کرتی ہے۔ لہٰذا ملک کی تعمیر و ترقی کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

4. قومی اتحاد

آمریت میں ملک کے لوگوں میں پارٹی بازی اور گروہ بندی کی بجائے یکجہتی اور قومی اتحاد جنم لیتا ہے لہٰذا پورے ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

5. مضبوط حکومت

چونکہ یہ طرز حکومت ایک مضبوط اور مستحکم حکومت ہوتی ہے اور ملک میں سیاسی استحکام ہوتا ہے۔ لہٰذا ملک میں انتشار، بدعنوانی، بدامنی اور افراتفری وغیرہ جیسی لعنتوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

6. ہنگامی حالات کے لیے موزوں

آمریت میں ہنگامی حالات پر قابو پانے کے لیے فوری طور پر ٹھوس اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی کی ہدایت کے تحت کام تیزی سے اور مؤثر طریقے سے ہوتا چلا جاتا ہے اور باتوں اور بحث و مباحثوں میں وقت ضائع نہیں ہوتا۔ نیز اس طرز حکومت میں تمام تر اختیارات کا مالک ایک ہی فرد (آمر) ہوتا ہے جو کہ تمام مسائل کے حل کے لیے جلدی سے اقدامات کرتا ہے۔ اس طرح ہنگامی حالت پر فوری طور پر قابو پالیا جاتا ہے جب کہ جمہوریت میں ایسا ممکن نہیں ہے۔

7. مضبوط دفاع

ملکی سرحدوں کا دفاع کرنے اور بیرونی جارحیت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ

فوجی قوت میں اضافہ کیا جائے۔ آمر قانونی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے اور آسانی سے بجٹ کا کافی حصہ فوج کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔ اس طرح آمریت میں ملک کا دفاع زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

8. قابل افراد کا تقرر

آمر کے پاس وسیع اختیارات ہوتے ہیں۔ وہ حکومت کو چلانے کے لیے قابل افراد کی خدمات حاصل کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی جب کہ جمہوری حکومت میں ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ جمہوری حکومت میں افراد کا انتخاب چند پابندیوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ سربراہ حکومت اپنی مرضی سے افراد کو منتخب نہیں کرسکتا۔

9. اخراجات کی بچت

جمہوری حکومت میں بہت سے نمائندے اور وزیر ہوتے ہیں جن پر بہت زیادہ اخراجات ہوتے ہیں لیکن آمریت میں چند لوگ حکومت کرتے ہیں اس طرح بہت زیادہ سرمایہ کی بچت ہوتی ہے۔ جمہوریت حکومت میں مقننہ کے بہت سے ایوان ہوتے ہیں۔ مقامی حکومتیں ہوتی ہیں۔ ان سب کے ارکان تنخواہ اور بہت سی مراعات لیتے ہیں جو کہ خزانہ کے لیے بھاری بوجھ ہیں۔ آمریت میں چند افراد تنخواہیں لیتے ہیں جو کہ خزانہ پر زیادہ بوجھ نہیں ہوتے' اس لیے اخراجات کم اور کام زیادہ ہوتے ہیں۔

آمریت کی خامیاں (Demerits of Dictatorship)

1. آزادی کا خاتمہ

اس طرزِ حکومت میں آمر کا ہر حکم عوام کو چار و ناچار ماننا ہی پڑتا ہے۔ اس طرح آمریت میں عوام کی آزادی مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے اور لوگ ذہنی اور قلبی بے چینی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

==

2. خوف و ہراس

آمر جبر و تشدد سے اقتدار حاصل کرتا ہے اور اپنے اقتدار کی حفاظت کے لیے بلا تردد طاقت کا استعمال بھی کرتا ہے۔ لہٰذا ملک میں خوف و ہراس کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ خوف و ہراس کی وجہ سے بدنظمی اور انتشار جنم لیتے ہیں جس سے ملک کا معاشی نظام تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

3. غیر ذمہ دار حکومت

آمر اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا۔ وہ کام اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ چاہے وہ غلط ہو یا درست اس لیے آمر کی حکومت کو غیر ذمہ دار حکومت کہا جاتا ہے۔ آمر کی غلطیوں سے عوام کو بڑے بڑے نقصان ہوتے ہیں' اس لیے عوام آمریت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

4. بہتر صلاحیتوں کا خاتمہ

دورِ آمریت میں سائنسی ترقی ختم ہو جاتی ہے اور ملک مختلف شعبوں کے ماہرین کی بے لاگ اور آزادانہ رائے اور مشورے سے محروم ہو جاتا ہے' کیونکہ اس طرزِ حکومت میں عوام کا کام تو صرف اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور افسران بالا کے احکامات کی پیروی کرنا ہی ہوتا ہے۔ وہ کسی معاملے میں غور و فکر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی چیز تخلیق کر سکتے ہیں۔ اس طرح افراد کی بہتر صلاحیتوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

5. غیر یقینی نظام حکومت

آمریت ایک غیر یقینی نظام حکومت ہے۔ اس میں عوام بے یقینی کی صورت حال سے دوچار ہوتے ہیں۔ آمر کے دورِ اقتدار کی کوئی میعاد نہیں ہوتی پھر آمریت ہنگامی اور بحرانی دور کی پیداوار ہے۔ اس لیے آمریت ملک کے لیے بے حد نقصان دہ ہے۔

6. امن دشمن

آمریت میں ملکی اور عالمی امن کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنے اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے عوام کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ آمریت میں عوام کو صرف حکم دیا جاتا ہے۔ اس سے ملک کی ترقی کو نقصان پہنچتا ہے۔ آمروں نے عالمی امن کو بھی ہمیشہ تہ و بالا کیا ہے کیونکہ آمر بیرونی جارحیت اور توسیع پسندی کو جائز سمجھتا ہے۔

7. شخصیت پرستی

آمریت میں لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اُن کے تمام مسائل کا حل اور ان کے تمام مصائب و آلام اور دکھوں کا مداوا آمر کی شخصیت ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آمر انسان ہونے کے ناطے غلطیوں سے اور خطاؤں سے مبرا نہیں۔ عوام کا تعلق فرد واحد کی بجائے پورے ملک سے ہونا چاہیے۔ اُن کی وابستگی تمام ملکی اداروں سے ہونی چاہیے۔

8. انقلاب

آمرانہ نظام میں اقتدار کی تبدیلی پرامن نہیں ہوتی۔ آمریت کا خاتمہ عام طور پر انقلاب کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ اس حکومت میں عوام کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ عوامی مفادات کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ سیاسی پارٹیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ آمر کی حکومت آئینی طریقے یا ووٹ کے ذریعے ختم نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا وہ انقلاب کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔

سوال 8: اچھے نظام حکومت سے کیا مراد ہے؟ نیز ایک فلاحی ریاست کے اچھے نظام حکومت کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب: اچھے نظام حکومت سے مراد

اچھے نظام حکومت سے مراد ایک ایسا طرز حکومت ہے جس میں حکومت اور عوام کے درمیان ایک گہرا قریبی تعلق قائم ہو۔ تمام سیاسی و معاشرتی گروہ حکومت کے معاملات اور

کاروبار میں یکساں طور پر شامل ہوں۔ تمام حکومتی معاملات اور عوامی فلاح و بہبود کے فیصلے صاف شفاف طریقے سے سرانجام پائیں۔ حکومت کا ہر کارندہ اپنے اعمال کا جوابدہ ہو۔

فلاحی ریاست کے اچھے نظام حکومت کی خصوصیات

ایک فلاحی ریاست کا اچھا نظام حکومت درج ذیل خصوصیات کا حامل ہوتا ہے:

1. عدل و انصاف کا قیام

ایک اچھے نظام حکومت کی نمایاں خصوصیت عدل و انصاف ہے۔ فلاحی ریاست میں کسی شہری سے یا کسی بھی گروہ سے کسی طرح کی کوئی زیادتی اور ظلم ہرگز نہیں کیا جاتا اور ہر کسی کے ساتھ عادلانہ، مساوی اور انصاف کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

2. جمہوری اقدار کا فروغ

ایک اچھے نظام کی شناخت اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ظلم و ستم اور تشدد کی بجائے جمہوری اقدار مثلاً شخصی آزادی، تحمل، برداشت، مساوات اور انصاف کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور تمام افراد کو یکساں انسانی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

3. بدعنوانی کا خاتمہ

اس نظام حکومت میں انتظامیہ ایمانداری اور دیانتداری سے اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ بدعنوانی، رشوت، سفارش، اقرباء پروری کو مکمل طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ حکومت ہر کام صاف شفاف طریقے سے کرتی ہے اور اگر انتظامیہ میں کوئی بدعنوان عہدیدار ہو تو اسے اس کے عہدے سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے۔

4. خوشحال معاشرے کا قیام

ایک اچھے نظام حکومت کی انتظامیہ افراد معاشرہ کو معاشی بدحالی سے بچانے کی کوشش کرتی ہے۔ ملک کو معاشی طور پر ترقی کی راہوں پر گامزن کر کے معاشرے کو خوشحال بناتی ہے کیونکہ یہ بات ایک اچھی انتظامیہ کے اصولوں کے خلاف ہے کہ وہ ملک و معاشرہ کو

پسماندہ اور بدحال رکھے۔

5. مکمل مذہبی آزادی

ایک اچھے نظام حکومت میں تمام مذہبی اقلیتوں کو اس بات کی مکمل آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق عبادات کریں اور مذہبی رسومات ادا کریں۔

6. استحصال سے پاک معاشرہ

فلاحی ریاست کے اچھے نظام حکومت میں کوئی فرد یا طبقہ کسی دوسرے کا استحصال ہرگز نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی فرد یا گروہ کو اس کے حق سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ایک ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو استحصال جیسی لعنت سے پاک ہوتا ہے۔

7. ذمہ دار حکومت کا اصول

اچھی حکومت کا یہ اصول ہوتا ہے کہ وہ ذمہ دار ہوتی ہے۔ حکومت کا ہر ممبر اپنے اعمال و فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے اور اس سلسلے میں ادنیٰ، اعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

8. احتساب کا اصول

ایک اچھے نظام حکومت میں احتساب کا اصول اپنایا جاتا ہے اور اس اصول کو اختیار کرنے سے ایک بہترین اور صاف ستھری انتظامیہ تشکیل پاتی ہے۔ احتساب کے اصول کو اپنانے سے حکومت کے ہر عہدیدار کو احتساب کے مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور جو کوئی بدعنوانی، نااہلی یا لاپرواہی کا مرتکب ہوتا ہے، اُسے فوراً سزا دی جاتی ہے۔

9. مناسب منصوبہ بندی

ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیے مناسب منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک اچھی انتظامیہ اس بات کو پیش نظر رکھتی ہے اور ملک وقوم کی معاشرتی اور معاشی ترقی

کے لیے مناسب اور بروقت منصوبہ بندی کرتی ہے اور صرف منصوبے ہی نہیں بناتی بلکہ ان منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے عملی اقدامات بھی کرتی ہے۔

10. حکومت اور عوام میں رابطہ

اچھی انتظامیہ ایسے اقدامات کرتی ہے کہ جن سے عوامی مسائل سے آگاہی حاصل ہو سکے اور حکومت اور عوام میں قریبی تعلق اور رابطہ پیدا ہو سکے۔ حکومت عوام کے مسائل کے حل کے لیے مناسب اقدام کرتی ہے۔ حکومت کے اس رویے سے حکومت پر عوام کا اعتماد اور بھروسہ بڑھ جاتا ہے۔

11. مہارت کا اُصول

ایک فلاحی ریاست میں مہارت کا اُصول پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ افراد کو اُن کی لیاقت، قابلیت، اہلیت اور مہارت کے مطابق فرائض سونپے جائیں۔ اس اصول پر عمل کرنے سے تمام شعبوں میں حکومت کی کارکردگی بہترین ہو جاتی ہے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔

سوال 9: اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا کردار کیا ہے؟ نیز اسلامی حکومت کے فرائض کا احاطہ کریں۔

جواب: اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا کردار

(Government's Role and Functions in Islamic Perspective)

اسلام نے آج سے سینکڑوں سال قبل فلاحی ریاست کا جو عملی نمونہ پیش کیا تھا۔ اُس کے مطابق حکومت کا کردار یہ ہے کہ ریاست کے تمام شہریوں کو بنیادی حقوق مہیا ہوں اور ریاست ان بنیادی حقوق کا تحفظ بھی کرے۔ ریاست شہریوں کی فلاح و بہبود، ترقی اور خوشحالی کے لیے مناسب اقدامات کرے تاکہ شہریوں میں بھی حب الوطنی کا جذبہ پیدا ہو اور عوام ملک

میں امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

اسلامی حکومت کے فرائض

اسلامی حکومت درج ذیل فرائض ادا کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

1. ملکی دفاع

ملکی سرحدوں کی حفاظت اور بیرونی جارحیت کا دندان شکن جواب دینے کے لیے اسلامی حکومت ملکی دفاع پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔

2. امن وامان کا قیام

ریاست میں امن وامان قائم کرنا اسلامی حکومت کا اہم فریضہ ہے تاکہ عوام پر سکون زندگی گزار سکیں۔

3. انصاف کا قیام

اسلامی حکومت فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے تاکہ لوگ احساس محرومی کا شکار نہ ہوں۔

4. بیرونی ممالک سے تعلقات

بیرونی ممالک کے ساتھ خوشگوار اور بہتر تعلقات قائم کرنا اور ان کو فروغ دینا اسلامی ریاست کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔

5. تعلیم کی فراہمی

اسلامی حکومت کا اہم ترین فرض ریاست میں رہنے والے تمام افراد کو صحت اور تعلیم کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے مناسب اقدامات کرنا ہے، کیونکہ صحت مند اور تعلیم یافتہ شہری ریاست کا قیمتی اثاثہ ہیں۔

6. روزگار کی فراہمی

اسلامی ریاست کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ملک میں ذرائع معاش کو فروغ

دے اور ایسے معاشی قوانین نافذ کرے جن کی مدد سے ہر فرد کے لیے روزگار کی فراہمی ممکن ہو سکے۔

7. باہمی مشاورت

اسلامی حکومت میں تمام ریاستی اُمور آپس کے مشورے اور باہمی اتفاق رائے سے طے کیے جاتے ہیں۔

8. ترقی کے مواقع

اسلامی حکومت ریاست میں بسنے والے تمام افراد کو اُن کی صلاحیتوں اور مہارتوں کے مطابق ترقی کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ تاکہ افراد اپنی صلاحیتوں اور مہارتوں کا مناسب اور موزوں استعمال اور اظہار کر سکیں۔

9. بہتر اقتصادی حالت

ایک فلاحی اسلامی ریاست' ملک سے غربت و افلاس دور کرنے کے لیے لوگوں کی اقتصادی (معاشی) حالت کو بہتر بناتی ہے اور اس سلسلے میں نئے نئے منصوبوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔

10. رفاہ عامہ

عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا بھی ریاست کے لیے ضروری ہے۔ لوگوں کو ذرائع آمدورفت مہیا کرنا۔ ان کے لیے تفریح گاہیں بنانا' غریب اور نادار لوگوں کی مدد کرنا۔ عوام کی صحت کا بندوبست کرنا رفاہ عامہ میں شامل ہے۔

11. اخلاقی تربیت

عوام کی اخلاقی اقدار اور ان کی اخلاقی تربیت کرنا بھی ریاست کا اہم فرض ہے۔ اگر کسی ریاست کی عوام اخلاق سے عاری ہوگی تو وہ اپنے فرائض سے آگاہ نہ ہو سکے گی جس کی وجہ سے وہ ملکی سطح پر انتشار اور بگاڑ کا باعث ہوگی۔

12. زراعت کی ترقی

زراعت کا شعبہ ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ زراعت ملک میں خوشحالی

کا باعث ہوتی ہے اس لیے ریاست کا فرض ہے کہ وہ ملک میں زراعت کا معیار بلند کرے زراعت کی ترقی کے لیے بہتر منصوبہ بندی کرے۔

مختصر جوابی سوالات

سوال: مقننہ کے انتظامی فرائض کیا ہیں؟

جواب: انتظامی فرائض

موجودہ دور میں مقننہ بہت سے انتظامی فرائض بھی ادا کرتی ہے۔

1. پوری کابینہ مقننہ سے ہوتی ہے جو مقننہ کو مختلف کاموں کے لیے جواب دہ ہوتی۔
2. مقننہ سوالات، تحریکوں اور قراردادوں کے ذریعہ انتظامیہ کا احتساب کرتی ہے۔
3. وہ کابینہ کو برطرف بھی کرسکتی ہے۔
4. امریکہ میں مقننہ کئی افسروں کی تقرریاں بھی کرتی ہے۔

سوال: انتظامیہ کے اُمور خارجہ کے فرائض لکھیے۔

جواب: اُمور خارجہ کے فرائض

انتظامیہ چند اُمور خارجہ سے متعلقہ کام کرتی ہے

i. وہ خارجہ پالیسی مرتب کرتی ہے۔
ii. بیرونی ممالک سے تعلقات بہتر بناتی ہے۔
iii. بیرونی ممالک سے معاہدات کرتی ہے۔
iv. بین الاقوامی معاملات میں ملکی مفاد کے لیے حصہ لیتی ہے۔
v. دوسرے ممالک میں سفیر مقرر کیے جاتے ہیں۔

سوال: آئین کی تشریح کے حوالے سے عدلیہ کے فرائض کیا ہیں؟

جواب: آئین کی تشریح اور عدلیہ

1. مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہو جائے تو آئین کی تشریح

==

کے ذریعے ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

2. عدالتیں قوانین کے مطابق فیصلے کرتی ہیں لیکن بعض قوانین کی تشریح عدالت اپنے فیصلے سے کرتی ہے۔ مثلاً نظریہ ضرورت وغیرہ۔

سوال: گیٹل نے جمہوریت کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: گیٹل کی تعریف

"جمہوریت ایسا نظام ہے جس کے تحت آبادی کا ایک بڑا حصہ اقتدار اعلیٰ کے اختیارات کے استعمال میں حصہ دار بننے کا حق رکھتا ہے۔"

سوال: کیا جمہوریت ہنگامی حالات میں ایک ناکام طرز حکومت ہے؟

جواب: ہنگامی حالات اور جمہوریت

جمہوریت ہنگامی حالات میں پورا نہیں اترتی۔ بعض اوقات جلد از جلد فیصلوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہنگامی حالات سے عہدہ برا ہو سکیں لیکن جمہوری حکومت میں فیصلے فوری نہیں ہوتے جس سے حالات اور خراب ہو جاتے ہیں۔

ملکی حالات میں روز بروز تبدیلیاں آرہی ہیں۔ لہٰذا جلدی جلدی نئے قوانین بنانے اور پرانے قوانین میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں۔ جمہوریت میں اس طرح مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کہا جاتا ہے کہ یہ طرز حکومت ہنگامی حالات میں درست نہیں ہے۔

سوال: آمریت میں فوری فیصلے کیسے مفید ثابت ہوتے ہیں؟

جواب: آمریت اور فیصلے

اس طرز حکومت میں فیصلے کیسے بحث کی ضرورت نہیں ہوتی ایک آدمی فیصلہ کر لیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے یاد کرواتا ہے جب کہ عوامی حکومت میں کسی فیصلے کے لیے مقننہ کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہاں کئی کئی ماہ مسئلہ پر بحث ہوتی ہے جس کے بعد ہاں یا نہیں فیصلہ ہوتا ہے جس سے اُس کی افادیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ آمریت میں فوری ضرورتوں کے لیے فوری فیصلہ کر کے فوری طور پر مسئلہ حل کیا جاتا ہے جو کہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

سوال: اچھا نظام حکومت سے مراد کیا ہے؟

جواب: اچھا نظام حکومت یہ ہے کہ تمام عوامی فیصلے اور حکومت سے متعلق معاملات صاف اور شفاف طریقے سے کیے جائیں۔ حکومت کے عہدے دار اپنے عہدوں کے مطابق کام کریں۔ عوام اور حکومت کے درمیان اچھے تعلقات پیدا ہوں۔ ایسے نظام حکومت میں معاشرتی اور سیاسی گروہوں کو شامل کیا جائے اور فلاحی ریاست کیلئے کام کیے جائیں۔

سوال: جمہوری اقدار سے کیا مراد ہے؟

جواب: **جمہوری اقدار**

جمہوری اقدار سے مراد جمہوری طرز حکومت کی اقدار یا عوام کی اقدار ہیں۔ ان میں انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں۔ لوگوں کو مساوات' انصاف' آزادی دی جائے۔ لوگوں کو ان کی قابلیت اور ذہنی استعداد کے مطابق روزگار اور تعلیم دی جائے۔ ان میں قوت برداشت پیدا کی جائے۔ لوگوں میں تعاون' ہمدردی' ایثار اور محبت پیدا کیا جائے۔ یہی جمہوری اقدار ہیں۔

سوال: اسلامی حکومت کے تین فرائض بیان کیجیے۔

جواب: **اسلامی حکومت کے فرائض**

i. ملک میں امن و امان قائم کرنا۔ ii. ملک میں عدالت و انصاف قائم کرنا۔

iii. ملک کا دفاع کرنا۔ iv. خارجہ تعلقات بہتر بنانا۔

سوال: حکومت کی تعریف کیجیے۔

جواب: **حکومت کی تعریف**

حکومت وہ مشینری ہے جو ریاست میں آبادی کے لیے ایک نظام بناتی ہے اور اسے چلاتی ہے۔ عوام ان کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ دراصل یہ ریاست کی ایجنٹ ہے۔ اس میں بہت سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ اس کے تین شعبے اہم ہیں۔

الف۔ مقننہ ب۔ انتظامیہ ج۔ عدلیہ

حکومت حالات اور قوانین کے تحت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

معروضی سوالات

1. ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. ڈکٹیٹر (Dictator) کس زبان کا لفظ ہے؟

(الف) یونانی (ب) انگریزی

(ج) اُردو (د) لاطینی

ii. ہٹلر کا تعلق کس ملک سے تھا؟

(الف) اٹلی (ب) جرمنی

(ج) فرانس (د) آسٹریلیا

iii. لفظی اعتبار سے "جمہوریت" کے معنی ہیں:

(الف) عوام کی حکومت (ب) آمر کی حکومت

(ج) بادشاہ کی حکومت (د) امراء کی حکومت

iv. پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت ہے

(الف) سروس ٹریبونل (ب) ہائی کورٹ

(ج) سپریم کورٹ (د) سیشن کورٹ

v. پاکستان اور امریکہ میں ایوان بالا کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) قومی اسمبلی (ب) سینٹ

(ج) دارالعوام (د) ایوان نمائندگان

vi. صدارتی طرز حکومت میں صدر مقننہ کے منظور کردہ قانون میں ترمیم کرنے یا اسے مسترد کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ صدر کے اس اختیار کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) حق لازمی (ب) حق ثانوی

(ج) حق استحقاق (د) حق استرداد

vii. سالانہ بجٹ کون پیش کرتا ہے؟

(الف) وزیرِ خزانہ (ب) وزیرِ اعظم

(ج) صدر (د) وزیرِ اعلیٰ

viii. موجودہ دور میں دُنیا کی تقریباً تمام قومیں کس طرزِ حکومت کو بہترین نظامِ حکومت سمجھتی ہیں؟

(الف) بادشاہت (ب) آمریت

(ج) جمہوریت (د) صدارتی

ix. یونانی لفظ کریٹس (Kratos) کا مطلب ہے:

(الف) طاقت (ب) حکومت

(ج) آزادی (د) دستور

x. "آمر جو کچھ سوچتا ہے اور چاہتا ہے وہی قانون ہے" یہ قول کس مفکر کا ہے؟

(الف) علامہ اقبالؒ (ب) آسٹن

(ج) گیٹل (د) ابراہم لنکن

[illegible]

1. کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

i.	لاطینی	ii.	جرمنی	iii.	عوام کی حکومت
iv.	سپریم کورٹ	v.	سینٹ	vi.	حق استرداد
vii.	وزیرِ خزانہ	viii.	جمہوری نظام / جمہوریت	ix.	طاقت
x.	آسٹن				

مشقی سوالات۔۔۔انشائیہ طرز

سوال 1: مقننہ سے کیا مراد ہے؟ نیز مقننہ کی تنظیم کی وضاحت کریں۔

جواب سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2 اسلامی حکومت کے فرائض کا احاطہ کریں۔

جواب سوال نمبر 9 دیکھئے۔

سوال 3 ایک فلاحی ریاست کے اچھے نظام حکومت کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب سوال نمبر 8 دیکھئے۔

سوال 4: آمریت کی تعریف کریں۔اس کی خوبیاں اور خامیاں واضح کریں۔

جواب سوال نمبر 7 دیکھئے۔

سوال 5: جمہوریت کی تعریف کریں۔نیز جمہوریت کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیں۔

جواب سوال نمبر 6 دیکھئے۔

سوال 6: مقننہ کے فرائض واضح کریں۔

جواب سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 7: انتظامیہ سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کے فرائض تحریر کریں۔

جواب: سوال نمبر 4 دیکھئے۔

سوال 8: عدلیہ کون کون سے فرائض سرانجام دیتی ہے؟

جواب: سوال نمبر 5 دیکھئے۔

5

شہری اور شہریت

سبق کے اہم موضوعات

- شہری کی تعریف
- شہری کا قدیم اور جدید تصور
- شہریت کی تعریف
- اچھے شہری کے اوصاف
- اسلامی شہریت کی نوعیت و اہمیت

شہری اور شہریت
(Citizen and Citizenship)

سوال 1: شہری کی تعریف کریں۔ نیز شہری کے قدیم اور جدید تصور کو واضح کریں۔

جواب: شہری کی تعریف (Definition of Citizen)

عام طور پر شہری سے مراد وہ فرد لیا جاتا ہے جو کہ شہر میں رہتا ہو اور شہر کی سہولیات سے مستفید ہوتا ہو لیکن علم شہریت کی اصطلاح میں شہری سے مراد وہ تمام افراد ہیں جو کسی ریاست کی حدود میں رہتے ہوں اور انہیں اس ریاست کے تمام معاشرتی' معاشی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں۔

شہری کا قدیم تصور

قدیم یونانی ریاستیں موجودہ دور کے ایک شہر یا دیہات کے برابر تھیں۔ ان ریاستوں میں دو طرح کے افراد رہائش پذیر تھے۔ اول وہ جن کو تمام ریاستی حقوق حاصل تھے اور وہ ریاست کے تمام معاملات میں برابر شرکت کرتے تھے۔ یہ لوگ شہری کہلاتے تھے۔ دوم وہ جن کو کسی قسم کے کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ اس طبقے میں عورتیں' بچے اور غلام شامل تھے۔ یہ لوگ شہری نہیں کہلاتے تھے لیکن جدید دور میں یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ہی ریاست کے افراد کو دو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

شہری کا جدید تصور

جدید تصور کے مطابق وہ تمام افراد شہری کہلاتے ہیں جو کسی ریاست کے حدود کے اندر خواہ کسی شہر میں رہتے ہوں یا کسی دیہات میں اور جنہیں اس ریاست کے معاشرتی' معاشی اور سیاسی حقوق مہیا ہو

سوال 2: شہریت کی تعریف کریں اور ایک اچھے شہری کے اوصاف تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: **شہریت کی تعریف (Definition of Citizenship)**

شہریت سے مراد فرد کا وہ حق ہے جس کی بناء پر اُس کو ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے ریاست کے تمام معاشرتی' معاشی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں اور ان حقوق کے بدلے میں اس فرد پر ریاست کی طرف سے چند فرائض بھی عائد کیے گئے ہوں۔ مثلاً اگر کسی فرد کو پاکستان کی شہریت دی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پاکستان کے قوانین کی پابندی کرے گا اور اسے ملک کے قوانین کے مطابق حقوق ملیں گے۔

اچھے شہری کے اوصاف (Qualities of Good Citizen)

ایک اچھے شہری میں مندرجہ ذیل صفات یا خوبیاں ہونا ضروری خیال کیا جاتا ہے:

1. ذہانت

ذہین شہری کسی بھی ملک کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ لارڈ برائس کے مطابق افراد میں ذہانت کا ہونا اشد لازمی ہے۔ ذہین ہونے کا مطلب یہ ہے شہریوں کو اپنے ملک کے حالات اور مسائل سے مکمل طور پر آگاہی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بین الاقوامی مسائل کا بھی تھوڑا بہت شعور اور علم رکھتے ہوں۔ جدید دور میں ذرائع ابلاغ کی جدید ترین سہولتوں نے تو یہ کام بہت آسان بنا دیا ہے۔ جمہوری ریاست میں ذہین' تعلیم یافتہ اور باشعور افراد ایسے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں جن کے پیش نظر اپنے ذاتی مفاد کی بجائے ریاست کی ترقی اور فلاح و بہبود ہوتی ہے۔ ذہین شہری اپنی ذہانت اور شعور کی بدولت ایسے مفاد پرست اور بدعنوان افراد سے اور منفی سرگرمیوں سے بخوبی خبردار رہتے ہیں جو ریاست کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ذہین شہریوں کو کوئی بے وقوف نہیں بنا سکتا اور انہیں اپنے ذاتی مفاد کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔

2. ضبط نفس

ایسی ریاست کبھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی جس کے شہریوں کو اپنے آپ پر مکمل کنٹرول نہ ہو۔ لہٰذا اگر افراد میں ضبط نفس کی خصوصیت نہ پائی جاتی ہو تو ہر فرد اپنے ذاتی مفاد کو پیش نظر رکھے گا اور اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لیے ہی کام کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ریاست بدامنی، انتشار اور تباہی کا شکار ہو جائے گی۔ پھر جمہوریت کا تو یہ بنیادی اصول ہے کہ افراد میں تحمل اور برداشت کا مادہ ہونا چاہیے تاکہ وہ دوسروں کی رائے کو برداشت کر سکیں اور جذباتی نہ ہوں اور اگر فرد کا تعلق اکثریتی پارٹی یا جماعت سے ہے تو وہ اپنی اکثریت کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور اقلیت کے حقوق نظر انداز نہ کرے۔ قومی اور ملکی مفادات پر اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح نہ دے۔ لارڈ برائس کے خیال میں ضبط نفس اچھے شہری کی ایک خصوصیت ہے۔

3. روشن ضمیر ہونا

لارڈ برائس کے مطابق ایک اچھے شہری کے لیے روشن ضمیر ہونا ضروری ہے، کیونکہ انسان کے ضمیر کی آواز سب سے بڑے محافظ کا کام کرتی ہے۔ باضمیر شخص اپنے فرائض دل و جان سے ادا کرتا ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کے ڈر، خوف یا لالچ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ باضمیر فرد ملک کا نہایت قیمتی سرمایہ ہوتا ہے۔ جمہوری ریاست میں عوام کسی کی لچھے دار، چکنی چپڑی باتوں میں آنے کی بجائے اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ روشن ضمیر شخص نہ صرف خود ایک بہترین شہری ثابت ہوتا ہے بلکہ وہ ریاست کے دوسرے شہریوں کے لیے بھی مشعل راہ ہوتا ہے۔

4. حب الوطنی

جذبہ حب الوطنی اچھے شہری کی ایک نمایاں صفت ہے۔ تمام ترقی یافتہ اقوام میں اپنے ملک سے محبت کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ پس کسی بھی ریاست کو ترقی یافتہ بنانے کے

لیے اُس ریاست کے شہریوں میں جذبہ حب الوطنی بہت ضروری ہے۔ جذبہ حب الوطنی کا سب سے بڑا اظہار تو اپنے وطن کے لیے جان قربان کر کے ہی کیا جاتا ہے لیکن اپنے وطن سے محبت کے اظہار کے کئی اور طریقے بھی ہیں۔ مثلاً ایک شہری اپنے ملک میں بنی ہوئی اشیاء خریدتا ہے اور انہیں استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے یا وہ اپنے قومی تہذیبی ورثے کی حفاظت کرتا ہے۔

5. تعلیم

کوئی بھی فرد ایک اچھا اور فرض شناس شہری صرف اسی وقت بن سکتا ہے جب وہ تعلیم یافتہ اور باشعور ہو' کیونکہ تعلیم ہی وہ بنیادی ذریعہ ہے جو اچھی شہری پیدا کرتا ہے۔ تعلیم فرد میں تنگ نظری' خودغرضی اور تعصب جیسے منفی رویوں کا خاتمہ کر کے روشن خیالی' انسانیت' دوستی' رواداری' ایثار' ہمدردی اور حب الوطنی جیسے مثبت اور اعلیٰ جذبات پیدا کرتی ہے۔ جمہوری ریاست میں تو تعلیم کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے' کیونکہ جمہوریت صرف اسی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے جب ریاست کے شہری تعلیم یافتہ اور باشعور ہوں اور اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہوں۔ تقریباً تمام ملک اپنے ملکی وسائل کا زیادہ تر حصہ تعلیم کو عام کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

6. صحت

ایک اچھے شہری کے لیے ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا مالک ہو۔ ذہنی صلاحیتوں کا انحصار صحت مند جسم پر ہے' کیونکہ ایک صحت مند دماغ صحت مند جسم میں ہوتا ہے۔ کوئی بھی فرد جو ذہنی یا جسمانی طور پر کمزور ہو اپنے فرائض اچھی طرح ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ نہ تو وہ اپنے فرائض سے آگاہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق سے پوری طرح مستفید ہو سکتا ہے۔ لہٰذا شہریوں کو چاہیے کہ وہ اپنی صحت کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گرد وپیش کو گندہ نہ رکھیں' کیونکہ آلودہ ماحول سے تمام لوگوں کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ کسی بھی ریاست کی خوشحالی' ترقی اور دفاع کا تمام تر انحصار اُس ریاست کے صحت مند اور مستعد افراد پر ہوتا ہے۔

خوشحالی ترقی اور دفاع کا تمام تر انحصار اُس ریاست کے صحت مند اور مستعد افراد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرے جن سے شہریوں کی صحت و تندرستی کو برقرار رکھنے میں مدد ملے۔

7. خود اعتمادی

اچھی شہریت کے فروغ کے لیے ریاست کے شہریوں کا خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال ہونا ضروری ہے، کیونکہ کوئی بھی فرد اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کا بہترین اظہار اُسی صورت میں کر سکتا ہے جب وہ اپنی ذات کے بارے میں پر اعتماد ہو اور کسی بھی طرح سے احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔ خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال شہری ہی اپنی صلاحیتوں کے ذریعے سے اپنے ملک کو معاشی اور معاشرتی ترقی اور خوشحالی کی راہ پر ڈالنے کے لیے واضح کردار ادا کر سکتے ہیں۔

8. اللہ تعالیٰ کا خوف

خوف خدا اچھی شہریت کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اگر فرد کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو اور وہ یہ خیال کرتا ہو کہ وہ اس دنیا میں جو بھی اعمال و افعال سرانجام دے رہا ہے۔ اُن اعمال کی جوابدہی کے لیے اُسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے تو وہ ایسی تمام منفی سرگرمیوں سے بچا رہتا ہے جو کسی ملک کی تباہی اور زوال کا سبب ہوتی ہیں۔

9. احساس ذمہ داری

اپنی ذمہ داری کا احساس اچھی شہریت کی ایک خصوصیت ہے۔ ذمہ داری کے احساس کے بغیر کوئی شخص اچھا شہری ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آج دنیا میں جو قومیں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کو ذمہ داری کے احساس نے ہی ترقی کے اس بلند و بالا مقام تک پہنچایا ہے، کیونکہ ان اقوام کا ہر ایک فرد اپنے فرائض کو ذمہ داری کے احساس کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس اگر شہریوں میں احساس ذمہ داری ختم ہو جائے تو قوم زوال پذیر ہو

جاتی ہے۔

10. اطاعت اور وفاداری میں توازن

انسان میں فطری طور پر پائی جانے والی خود غرضی اعلیٰ شہریت کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ کسی بھی فرد کو معاشرہ میں رہتے ہوئے بہت سے معاشرتی اداروں مثلاً خاندان' برادری اور قبیلے سے تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ ایک اچھا شہری ان سب اداروں کی اطاعت اور وفاداری میں توازن قائم رکھتا ہے۔ ایک اچھے شہری کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے انسانیت کا خیال رکھے پھر درجہ بدرجہ قوم وملت قبیلہ' برادری اور خاندان وغیرہ کے مفادات پیش نظر رکھے۔ پھر آخر میں اپنی ذات کے بارے میں سوچے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو ریاست میں انتشار اور بدنظمی پیدا ہو جائے گی۔

11. سیاسی وسماجی شعور

فرد میں سیاسی وسماجی شعور پیدا کرنا اچھی شہریت کی ایک خصوصیت ہے۔ سیاسی شعور کی وجہ سے فرد اپنے ملکی وقومی مسائل سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ اُس کا ذہن ہر طرح کے تعصب سے پاک ہوتا ہے۔ فرد اپنے سیاسی شعور کی بدولت ایسے نمائندوں کا انتخاب کرتا ہے جو ملک کو ترقی کی راہ پر چلاتے ہیں اور ملک کے سیاسی' معاشرتی اور معاشی استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ اسی طرح اگر افراد میں سماجی شعور موجود ہو تو وہ ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کا باعث بنتے ہیں۔

12. جذبہ ایثار

ایک اچھے شہری کو جذبہ ایثار سے سرشار ہونا چاہیے۔ ایثار کا مطلب ہے کہ خود غرضی سے کام نہ لے بلکہ دوسروں کے لیے قربانی کا مظاہرہ کر سکے۔ وہ اپنے ذاتی مفاد کو قومی و اجتماعی مفاد پر قربان کر سکے۔ دنیا میں وہی قوم سرفراز وکامران ہوتی ہے جس کے افراد ایثار و قربانی سے کام لیں اور خود غرضی ہوں اور لالچ سے پاک ہوں۔

سوال 3: اسلامی شہریت کی نوعیت واہمیت واضح کریں۔

جواب: اسلامی شہریت کی نوعیت

(Nature of Citizenship in Islamic Perspective)

اسلامی شہریت کی نوعیت حسب ذیل ہے:

1. ذمہ داری

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کی ذمہ دار اسلامی حکومت ہے۔ انہیں معاشرتی، معاشی اور دیگر ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

2. حقوق

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں جو پہلی اسلامی ریاست قائم کی اُس مثالی ریاست کے تمام افراد کو تمام شہری حقوق مساوی طور حاصل تھے۔

3. آزادی

اسلام نے آزادی کا تصور آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کیا جب کہ دور حاضر کی مغربی ریاستیں آزادی کے تصور سے اب روشناس ہوئی ہیں۔ ان جدید مغربی ریاستوں میں صرف دو سو سال پہلے تک بنی نوع انسان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔

4. تقویٰ

اسلامی ریاست میں عظمت، برتری، بڑائی اور فضیلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ یعنی پرہیزگاری ہے۔ کسی بھی شخص کو رنگ، نسل، خاندان، قبیلے یا معاشرتی مرتبے کے لحاظ سے کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

5. اخلاقی نظام

اسلامی ریاست میں ایک ایسا مثالی اور عمدہ اخلاقی نظام رائج کیا جاتا ہے جو تمام شہریوں کو ان کے حقوق کا پورا پورا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام فرد کی ایسی

روحانی و اخلاقی تربیت کرتا ہے کہ اس کے ظاہر و باطن میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے حقوق کی نسبت دوسروں کے حقوق کا زیادہ خیال رکھتا ہے۔

6. نظریاتی ریاست

اسلامی ریاست نظریہ اسلام پر قائم ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک نظریاتی ریاست ہے۔

7. شہری کی اقسام

اسلامی ریاست میں دو طرح کے شہری آباد ہوتے ہیں۔ ایک تو مسلمان ہوتے ہیں دوسرے غیر مسلم جن کو ذمی کہا جاتا ہے۔ دونوں قسم کے شہریوں کو یکساں حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

اسلامی شہریت کی اہمیت

(Significance of Citizenship in Islamic Perspective)

1. اوصاف

اسلام نے اعلیٰ شہریت کے اوصاف پیدا کرنے کا ایسا نظام وضع کیا ہے کہ فرد کو اپنی ذات سے بالاتر کر کے پوری انسانیت کی فلاح کا راستہ دکھاتا ہے۔

2. مساوات

اسلامی شہریت میں تمام شہریوں کو یکساں حیثیت دی جاتی ہے۔ ہر شہری کو ترقی کے یکساں مواقع دیے جاتے ہیں۔ وہ اپنی قابلیت کے مطابق ہر کام آزادی سے کر سکتے ہیں۔

3. حقوق

اسلامی ریاست میں تمام شہریوں کو ان کے حقوق دیے جاتے ہیں اور ان کا تحفظ بھی کیا جاتا ہے۔ ان کو سیاسی، معاشی، معاشرتی حقوق دے کر اچھی شہریت کو فروغ دیا جاتا ہے۔

سوال: ایک شہری اطاعت اور وفاداری میں توازن کیسے قائم کر سکتا ہے؟

جواب: اطاعت اور وفاداری میں توازن

معاشرے میں بہت سے معاشرتی ادارے ہیں۔ ان میں محلہ، خاندان برادری کی بہت سی انجمنیں شامل ہیں۔ شہری کو یہ سب ادارے عزیز ہوتے ہیں۔ ایک اچھا شہری وہ ہے جو ان سب میں اطاعت اور وفاداری کا توازن رکھے۔ اسے چاہیے کہ سب سے پہلے انسانیت، پھر قوم، ملک اور اس کے بعد دیگر اداروں کا خیال رکھے۔ اسے ذاتی مفادات کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی مفاد کے لیے کام کرنا ہے۔

سوال: اسلام کا شہری مساوات کا نظام کیا درس دیتا ہے؟

جواب: مساوات کا درس

اسلام نے شہری کے لیے مساوات کا ایک نظام دیا ہے جس کے تحت تمام شہریوں کو یکساں اہمیت و حیثیت دی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تمام افراد بغیر کسی نسل، مذہب، گروہ کے برابر ہیں۔ ان کو ان کی قابلیت اور استعداد کے مطابق تعلیم روزگاری کے یکساں مواقع دیے جاتے ہیں۔ سب کو حقوق دیے جاتے ہیں اور ان کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

سوال: پاکستان میں اقلیتوں کی شناخت کو کیسے قائم رکھا گیا ہے؟

جواب: اقلیتوں کی شناخت

پاکستان میں اقلیتوں کی شناخت کے لیے بہت سے کام کیے گئے ہیں۔ ان کو اپنی عبادات کے لیے مناسب جگہ دی گئی ہے۔ وہ اپنے کام اپنے اپنے مذہب کے مطابق کر رہے ہیں۔ آئین کے مطابق اسمبلی میں ان کو الگ نمائندگی کا حق دیا گیا ہے۔ معاشی میدان میں ان کو دوسروں کے ساتھ یکساں مواقع دیے گئے ہیں۔

سوال: ضبط نفس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ضبط نفس

ضبط نفس سے مراد خود پر کنٹرول کرنا ہے۔ اچھا شہری وہ ہے جو دوسروں کی باتوں اور آراء پر جذباتی نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کی باتیں سنے اوران کو برداشت کرے۔ اگر وہ درست ہوں توان کو مان لے۔ اگر درست نہ ہوں تو احسن طریق سے سمجھایا جائے۔ کسی ریاست میں جذباتی لوگوں کی زیادتی رعایا کے لیے نقصان دہ ہے۔ ضبط نفس اچھی شہریت کی اہم خوبی ہے۔

سوال: شہری کی کیا تعریف ہے؟

جواب: شہری کی تعریف

شہری سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو ایک ریاست کی حدود میں رہتے ہیں جن کو ریاست کے آئین کے تحت تمام قسم کے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ نیز ان کو ریاست کے اندر رہتے ہوئے کچھ فرائض بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔

سوال: شہری کا جدید تصور کیا ہے؟

جواب: شہری کا جدید تصور

اس نظریہ کے مطابق وہ تمام افراد جو کسی ریاست میں رہتے ہیں۔ چاہے وہ شہر میں رہیں یا دیہات میں اوران کو سیاسی، معاشی، معاشرتی حقوق حاصل رہیں، شہری کہلاتے ہیں۔

سوال: پاکستان کے حوالے سے شہریت کی تعریف کیجیے۔

جواب: شہریت کی تعریف

پاکستان کے حوالے سے شہریت سے مراد یہ ہے کہ فرد کو پاکستان کے آئین کے تحت تمام سیاسی، معاشی اور معاشرتی حقوق حاصل ہوں اور اس کے ساتھ وہ آئین پاکستان کا پابند بھی ہو۔

==

سوال: روشن ضمیر ہونا ایک شہری کے لیے ضروری ہے۔

جواب: روشن ضمیر

ایک فرد یا شہری کا روشن ضمیر ہونا اس لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اپنے مفادات کے لیے کام نہیں کرتا بلکہ قوم، ملت کیلئے کام کرتا ہے۔ اس میں خود غرضی، مطلب پرستی نہیں ہوتی بلکہ وہ ایمانداری سے کام کرتا ہے۔ وہ اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ ڈالتا ہے، ٹیکس ادا کرتا ہے، قانون کی پابندی کرتا ہے، وہ اپنے فرائض دل سے ادا کرتا ہے۔ اس سے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

سوال: اچھی شہریت پیدا کرنے میں تعلیم کا کردار کیا ہے؟

جواب: تعلیم کا کردار

ریاست کے ہر فرد کے لیے تعلیم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیم کے ذریعے اچھا شہری اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہوتا ہے اور ان کو ادا بھی کرتا ہے۔ تعلیم اس میں روشن خیالی، رواداری، حب الوطنی اور انسان دوستی پیدا کرتی ہے۔ تعلیم کی وجہ سے افراد سے تنگ نظری، تعصب اور خود غرضی ختم ہو جاتی ہے، وہ ہمیشہ مفاد عامہ کے لیے کام کرتا ہے۔ تعلیم کی بنا پر وہ ملکی اور غیر ملکی مسائل کو سمجھ سکتا ہے۔ تعلیم کی وجہ سے وہ صحت کو بہتر بنا سکتا ہے۔ گویا تعلیم کی وجہ سے وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں اُتر سکتا ہے۔

سوال: ذمی کسے کہتے ہیں؟

جواب: ذمی

اسلامی ریاست میں جو غیر مسلم افراد رہتے ہیں، ان کو ذمی کہا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایسا نہیں ہے۔ ذمیوں کو بھی دوسرے شہریوں کی طرح تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں اور وہ اپنے اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

ذمیوں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ جزیہ صرف صاحب حیثیت سے لیا جاتا ہے۔ بیمار، نادار، غریب، خواتین، پادری اس ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔

معروضی سوالات

1. ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

i. اقلیتوں کے لیے کون سا طریقہ انتخاب رائج ہے؟

(الف) جداگانہ طریقۂ انتخاب (ب) مخلوط طریقہ انتخاب

(ج) ہیر سسٹم (د) ان میں سے کوئی بھی نہیں

ii. اسلام نے آزادی کا تصور کتنے سو سال پہلے متعارف کرایا؟

(الف) گیارہ (ب) بارہ

(ج) تیرہ (د) چودہ

iii. اسلامی نظریاتی ریاست میں شہریوں کی کتنی اقسام ہیں؟

(الف) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

iv. اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کیا کہا جاتا ہے؟

(الف) اقلیت (ب) غیر مسلم

(ج) ذمی (د) ہندو

v. اسلامی ریاست میں غیر مسلم پر عائد ٹیکس کو کیا کہتے ہیں؟

(الف) انکم ٹیکس (ب) پراپرٹی ٹیکس

(ج) سیلز ٹیکس (د) جزیہ

vi. حب الوطنی کا سب سے بڑا اظہار ہے:

(الف) جان کی قربانی (ب) مال کی قربانی

(ج) اپنے ملک کی اشیاء استعمال کرنا (د) انسان دوستی کا ثبوت دینا

vii. کسی ملک کے دفاع، ترقی اور خوشحالی کا سارا انحصار کس پر ہے؟

(الف) صاف ستھرا ماحول (ب) شہریوں کا صحت مند ہونا

(ج) وسائل کا استعمال (د) قومی ورثے کی حفاظت

viii. انسان کا منفی رویہ ہے:

(الف) باہمی میل جول (ب) روشن خیالی

(ج) خودغرضی (د) رواداری

ix. اچھے شہری کی بنیادی خوبی ہے:

(الف) ذہانت (ب) بہتر تعلیم

(ج) خوداعتمادی (د) سیاسی شعور

x. جو اقوام آج سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کو کس صفت نے اس مقام تک پہنچایا ہے؟

(الف) سماجی شعور (ب) تعصب سے بالاتر ہونا

(ج) اطاعت کا جذبہ (د) احساس ذمہ داری

[illegible]

1. کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات

i.	مخلوط طریقہ	ii.	چودہ	iii.	دو
iv.	ذمی	v.	جزیہ	vi.	جان کی قربانی
vii.	شہریوں کا صحت مند ہونا	viii.	خودغرضی	ix.	ذہانت
x.	احساس ذمہ داری				

مشقی سوالات۔۔۔انشائیہ طرز

سوال 1: شہریت کی تعریف کریں اور ایک اچھے شہری کے اوصاف تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: سوال نمبر 2 دیکھئے۔

سوال 2: اسلامی شہریت کی نوعیت و اہمیت کی وضاحت کریں۔

جواب: سوال نمبر 3 دیکھئے۔

سوال 3: شہری کی تعریف کریں۔ نیز شہری کے قدیم اور جدید تصور کو واضح کریں۔

جواب: سوال نمبر 1 دیکھئے۔

☆......☆